ماہنامہ

پیام عرفات

رائے بریلی

نبوت محمدیؐ کا کارنامہ

"نبوت محمدی کا کارنامہ یہ کہ اس نے جو انسانی افراد تیار کیے ان میں ایک ایک فرد ایسا تھا جو اگر تاریخ کی متواتر شہادتیں نہ ہوتیں تو ایک شاعرانہ تخیل اور ایک فرضی افسانہ معلوم ہوتا لیکن اب وہ ایک تاریخی حقیقت اور ایک مسلّم الثبوت واقعہ ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ ﷺ کے تیار کیے ہوئے افراد میں سے ایک ایک نبوت کا شاہکار ہے اور نوع انسانی کے لیے باعث شرف وافتخار ہے، انسانیت کے مرقع میں بلکہ اس پوری کائنات میں پیغمبروں کو چھوڑ کر اس سے زیادہ حسین وجمیل، اس سے زیادہ دل کش ودلآویز تصویر نہیں ملتی جو ان کی زندگی میں نظر آتی ہے، ان کی جماعت ایک ایسا انسانی مجموعہ تھا جس میں نبوت کے اعجاز نے متضاد انسانی کمالات پیدا کردیے تھے۔"

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

(دین اسلام اور اولین مسلمانوں کی دو متضاد تصویریں)

مرکز الإمام أبي الحسن الندوي دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ

فرمودات نبوی کی روشنی میں

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صحابہ کا انتخاب

"اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے بعد ساری دنیا سے میرے صحابہ کا انتخاب فرمایا، پھر میرے صحابہ میں سے چار یعنی ابوبکر وعمر عثمان وعلی کو منتخب فرمایا اور ان کو میرا خصوصی مصاحب بنایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا "میرے سارے صحابہ میں خیر ہے۔"
(مجمع الزوائد)

افضل صدی کے بہترین لوگ

"میری امت کے بہترین لوگ میری صدی کے ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں۔" (بخاری)

حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ)

"اگر میں خدا کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔" (بخاری)

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ)

"تم سے پہلی امتوں میں کچھ صاحب الہام لوگ ہوئے تھے، میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ یقیناً عمر ہیں۔" (بخاری)

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ)

"میں اس شخص (عثمان) سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔" (مسلم)

حضرت علی (رضی اللہ عنہ)

"تم (علی) اس بات سے خوش نہیں کہ میرے نزدیک اس مقام پر ہو جس مقام پر ہارون، موسیٰ کے نزدیک تھے۔" (بخاری)

صحابہ کو برا بھلا مت کہو

"میرے صحابہ کو سب وشتم نہ کرو، اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی ان کے ایک مد (تقریباً سیر بھر) یا آدھے مد کے برابر نہیں ہوسکتا۔" (بخاری)

صحابہ سے محبت

"میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنانا، کیوں کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی اور جو اللہ کو ایذاء پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ کا عذاب اس کو اپنی گرفت میں لے لے۔" (ترمذی)

امت کے پاسبان

"میں اپنے اصحاب کے لیے حفاظت کا ذریعہ ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ وقت آئے گا جس کا وعدہ ہے۔ میرے صحابہ میری امت کے لیے حفاظت کا ذریعہ ہیں، جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ آئے گا جس کا وعدہ ہے۔" (مسلم)

قابل لعنت شخص

"جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں، تو ان سے کہو، خدا کی لعنت ہو تمہارے بدترین شخص پر۔" (ترمذی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو اور ہندی میں ایک ساتھ شائع ہونے والا

ماہنامہ

پیام عرفات

مرکز الامام أبی الحسن الندوی
دار عرفات تکیہ کلاں رائے بریلی (یوپی)
www.abulhasanalinadwi.org

جلد نمبر ۵ شمارہ نمبر ۱۱

نومبر ۲۰۱۳ء

فہرس

تاریخ سے سبق لیجیے ۳
بلال عبدالحی حسنی ندوی

اختلاف امت اور صراط مستقیم ۴
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہٗ

عاشورہ کی حقیقت ۶
مولانا مفتی تقی عثمانی

قدرتی ٹیپ رکارڈ ۸
ڈاکٹر ابراہیم رادی

مسلمانوں کا محرم ۱۰
مولانا الیاس گھمن

عقد استصناع کی شرائط اور چند مسائل ۱۲
مفتی راشد حسین ندوی

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقام اور مرتبہ ۱۴
خواجہ کلیم الدین اسعدی

مصر کے نئے فرعون کا رب اعلیٰ ہونے کا دعویٰ ۱۵
مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

زہد و قناعت کی نایاب مثال ۱۶
محمد عمر عثمان ندوی

رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ ۱۶
عبدالرحمٰن ندوی

مطالعہ کی میز پر ۱۷

آپ کے دینی سوالات اور ان کے جوابات ۱۸

فرعون کی واپسی ۱۸
محمد نفیس خاں ندوی

سرپرست
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ
(صدر، دار عرفات)

نگراں
مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ
(جنرل سکریٹری، دار عرفات)

مجلس ادارت
بلال عبدالحی حسنی ندوی
مفتی راشد حسین ندوی * عبدالسبحان ناخدا ندوی
محمود حسن حسنی ندوی * محمد حسن ندوی

معاون ادارت
محمد نفیس خاں ندوی

فی شمارہ: ۱۰ روپے
سالانہ: ۱۰۰ روپے

پرنٹر پبلشر محمد حسن ندوی نے ایس، اے، آفسٹ پرنٹرس، مسجد کے پیچھے، پھاٹک عبداللہ خاں، سبزی منڈی، اسٹیشن روڈ، رائے بریلی سے طبع کرا کر دفتر "پیام عرفات"
مرکز الامام أبی الحسن الندوی، دار عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی سے شائع کیا۔ Mail: markazulimam@gmail.com

یہودی دماغ اور مسیحی وسائل

اس قوت یہودی دماغ اور مسیحی وسائل ساز باز کر کے اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئیں ہیں، باوجود یہ کہ ان دونوں مذہبوں کے مابین زبردست اور کھلا ہوا تضاد ہے، اس لیے کہ مسیحیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح اللہ کے فرزند ہیں لیکن یہودی ان کی اور ان کی والدہ کی طرف ایسی غلط باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور فطرت سلیم انکار کرنے لگتی ہے تاہم اسلام دشمنی اور اس کے ابدی پیغام سے عداوت نے ان کو متحد کر دیا ہے جس کی وجہ سے بعض مسیحی ممالک بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہی راگ الاپنے لگے ہیں، ان میں پیش پیش امریکہ ہے اور اس کی یہ پیش قدمی کسی اور جذبہ سے نہیں ہے بلکہ اس کا اصل محرک یہ بات ہے کہ چونکہ اسرائیل، امریکہ کی سیاست وصحافت اور اس کے ذرائع ابلاغ اور اس کے حکومتی شعبوں میں اس طرح دخیل اور چھایا ہوا ہے کہ امریکہ اس کے سامنے اپنے کو بے بس اور مجبور محسوس کر رہا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اپنے کو اس کا غلام سمجھتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

چنانچہ دشمنان اسلام کی طرف سے اس وقت مسلمانوں کے خلاف جو مہم چلائی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اخلاقی، روحانی، معنوی اور عقائدی اعتبار سے کمزور کر دیا جائے بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کے سوتوں کو بند کر دیا جائے تاکہ ان کی زندگی کا پودا خشک ہو کر رہ جائے، کیوں کہ ان کو سب سے زیادہ خطرہ اسلام اور مسلمانوں سے ہے، اس لیے کہ مسلمان ہی وہ قوم ہے جس کے پاس ایک سچا، عالمی، سرمدی، اور طاقتور دین اور کبھی نہ خشک ہونے والا سرچشمہ حیات ہے۔

غیر معمولی ایمان کی ضرورت

"ہم کھل کر کہتے ہیں کہ ہم اس کے محتاج ہیں کہ ہمارا ایمان تازہ ہو اور وہی ایمان پیدا ہو جو ہمارے اسلاف کا تھا۔ اس ہندوستان میں جو بزرگ اپنے اپنے وقت میں ایمان کے داعی اور مجدد گذرے ہیں انہوں نے بھی اُس وقت باوجود یہ کہ دین اور ایمان موجود تھا اور علمائے دین موجود تھے، ایمان کی تجدید کی دعوت دی، اور امت کے اندر ایک نئی ایمانی زندگی پیدا کردی۔ پھر ان قدیم الاسلام نومسلموں سے وہ باتیں ظہور میں آئیں جنہوں نے قرن اول کی یاد تازہ کر دی اور ثابت کر دیا کہ ایمان میں بہت طاقت ہے اور اس طاقت کو ہر زمانہ میں زندہ کیا جاسکتا ہے، آج بھی اسی طاقت کی دنیا میں مثالیں ملتی ہیں جن سے اسلاف کی روایات تازہ ہو جاتی ہے "اخوان المسلمین" کے نوجوانوں نے جب اپنے اندر نیا ایمان پیدا کیا تو انہوں نے دین کے لیے ایسی قربانیاں پیش کیں جن کی اس زمانہ میں مثال نہیں ملتی۔

اس وقت ساری اسلامی دنیا میں ایمان کی طرف ایک بازگشت ہو رہی ہے۔ ترکی، مصر اور حجاز میں اپنے اپنے طرز پر ایمان کو بڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے، ہر ملک کی طرح اور شاید اور ملکوں سے زیادہ ہمارے اس ملک میں ضرورت ہے کہ نیا ایمان حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور اس کی دعوت عام کی جائے۔

ہمارا افسردہ اور بوسیدہ ایمان مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، معمولی حالات کا مقابلہ معمولی اور کمزور ایمان کرسکتا ہے، لیکن غیر معمولی حالات کا مقابلہ کرنے لیے غیر معمولی طاقت کا ایمان درکار ہے۔ آج دنیا میں مسلمانوں کو غیر معمولی حالات کا سامنا ہے، اس لیے ہمیں اپنے ایمان میں غیر معمولی تازگی اور اپنی زندگی میں غیر معمولی تغیر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔"

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

تاریخ سے سبق لیجئے

بلال عبدالحی حسنی ندوی

دنیا کے عروج وزوال کی تاریخ سے زندہ قومیں ہمیشہ سبق لیتی رہی ہیں، جو لوگ آنکھ بند کر کے سفر کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے ہیں، اور ان کی ساری صلاحیتیں تجربات کی نذر ہو جاتی ہیں، اور جو لوگ گذشتہ تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان کی منزل دور ہو کر بھی قریب ہو جاتی ہے، مسلمانوں کے زوال کی کہانی یورپ کے عروج سے شروع ہوتی ہے، صلیبی جنگوں میں بار بار شکست کھانے کے بعد متحدہ یورپ نے اپنی حکمت عملی بدلی جوان کی سنہری تاریخ کا نقطۂ آغاز ہے، شہنشاہ فرانس لوئس نہم (Louis IX) کو جب مسلمانوں نے قید کر لیا تو اس نے ایک وصیت نامہ لکھا، جس میں اس نے صراحت سے یہ بات لکھی کہ ہم ظاہری طاقت سے کبھی مسلمانوں پر فتح حاصل نہیں کر سکتے، اس کا ہم نے بہت تجربہ کر لیا، اب ہم کو حکمت عملی بدلنے کی ضرورت ہے اور کچھ عرصہ کے لیے پوری یکسوئی کے ساتھ علمی میدان میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، اس وصیت نامہ پر چودھویں صدی عیسوی سے عمل شروع ہوا، اور تین سو سال کے اندر اندر اس کامیاب تجربہ نے یورپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

موجودہ حالات مسلمانوں کے گرچہ ظاہری طور پر ابتر نظر آرہے ہیں مگر یہ دور اسلامی بیداری کا ہے اور اس کے اثرات دنیا کے مختلف حصوں میں نظر آرہے ہیں، مختلف ملکوں میں سیاسی الٹ پھیر اور قیادتوں کی تبدیلیاں مختلف شکلوں میں سامنے آئی ہیں، مگر ان کی حیثیت بنیادی نہیں ہے اصل اندر کا وہ ٹھوس کام ہے جس کے نتیجہ میں یہ بیداری نظر آرہی ہے، ظاہری صف بندیوں کے بجائے اگر اندر کی محنت مسلسل کی جاتی رہے گی تو جلد ہی انشاء اللہ اس کے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ پالا ان کے ہاتھ میں آجائے مگر اس کے لیے جس مسلسل محنت کی ضرورت ہے اس کی طرف توجہ کم ہو رہی ہے اور یہ ایک بڑے خطرے کی بات ہے، مسلمان آج جہاں پہنچے ہیں اس میں اسی محنت کو دخل رہا ہے جو مسلمان مفکرین، علماء اور داعیوں نے کی ہے، جس میں ان کی اصل تگ ودو دلوں اور دماغوں تک پہنچنے کی رہی ہے، جب تک دلوں میں صحیح جذبات اور دماغوں میں صحیح فکر پیدا نہیں ہوگی ظاہری صورتوں سے کوئی بڑی امید نظر نہیں آتی بلکہ خطرہ وہی ہے جو سامنے آتا رہتا ہے کہ سب کچھ ہونے کے بعد زمین اندر سے کھسک جاتی ہے، اس اندر کی زمین کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور جب تک وہ زمین علمی اعتبار سے اور رہنمائی کے اعتبار سے مضبوط نہ ہو جائے اس وقت تک ظاہری تبدیلی سے کوئی بڑا فائدہ ہونا بہت مشکل ہے۔

حالات سے سبق لینا اور تاریخ سے فائدہ اٹھانا زندہ قوموں کا شیوہ رہا ہے، مسلمانوں کو خود اپنے عروج وزوال کی تاریخ سے سبق لینے کی ضرورت ہے، اس کے اسباب ومحرکات کا جائزہ لے کر اس کی روشنی میں اپنے سفر کو تیز کرنے کی ضرورت ہے اور زندگی کے ہر میدان میں اپنی نافعیت ثابت کرنے کی ضرورت ہے، اگر اسلام کی روشنی میں یہ سفر جاری رہے گا اور کچھ عرصہ کے لیے مسلمانوں میں یکسوئی کے ساتھ اس کام میں لگ جانے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا تو جلد ہی حالات بدلیں گے لیکن اس کے لیے صبر وضبط اور حوصلہ چاہیے، ''ہاتھوں پر سرسوں نہ اگائی جاسکی ہے اور نہ اگائی جاسکے گی'' بعض مرتبہ طویل عرصہ کی محنت وتدبیر کے بعد نتائج سامنے آتے ہیں، محنت کرنے والے رخصت ہو جاتے ہیں اور ان کی آنے والی نسلیں اس کا پھل کھاتی ہیں۔

اختلاف امت اور صراط مستقیم

محمد رابع حسنی ندوی

ہم شریعت اسلامی پر ذرا وسعت کے ساتھ نظر ڈالتے ہیں جو کہ قیامت تک چلنے والے دین کی شریعت ہے اور اس کرۂ ارضی کے سارے علاقوں کے لیے ہے تو ہم کو ایسی حکمت نظر آتی ہے جس سے شریعت اسلامی کے شریعت الٰہی ہونے کا ایسا ثبوت ملتا ہے جیسے نصف النہار میں سورج کے وجود کا، حضور ﷺ نے دین کو آسان بتایا اور فرمایا: "الدین یسر" اور یہ بھی فرمایا کہ اس کو سخت بنا کر کوئی اپنا زور دکھانے کی کوشش کرے گا تو ہار جائے گا، چنانچہ اعتدال کی اور آسان بات کو اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے تا کہ دین پر عمل کرنے میں کسی کو دشواری نہ ہو، اگر یہ چیز نہ ہوتی تو ایک جگہ دین کے بعض احکام پر آسانی سے عمل ہوتا اور دوسری جگہ دشوار ہو جاتا، اور اس دین کے عالمی ہونے اور قیامت تک رہنے کی بات پر حرف آتا، حضور ﷺ نے دین کے جو احکام بتائے ہیں ان میں حسب ضرورت رعایتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، اور خود حضور ﷺ نے عمل کرنے میں بعض امور میں مختلف طرز اختیار فرمائے، اور کئی موقعوں پر صحابہؓ کے عمل میں اختلاف کو گوارہ فرمایا، گویا کہ بعض امور میں ان کے بعض اعتبارات کی بنا پر سہولت و رعایت کی گنجائش رکھ دی جس سے ضرورت کے لحاظ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اسی طرح یہ بھی ہوا کہ حضور ﷺ کے بعض امور میں مختلف طرز اختیار کرنے یا مختلف حکم دینے کو مختلف صحابہؓ نے اپنے اپنے موقعوں پر الگ الگ دیکھا تو الگ الگ بیان بھی کیا، ایسی صورت میں بالکل شروع کے عہد میں ایسے احکام کے سلسلے میں جو کسی طرح کا فرق محسوس کیا گیا تو ان کی تشریح و تعیین میں علماء کی رایوں میں بھی کچھ فرق ہوا، اس کے نتیجے میں فقہی مذاہب متعدد بن گئے، لیکن سب کی اصل ایک ہے، اور ان سب کا مرجع خود حضور ﷺ کا کوئی ارشاد یا عمل ہے، حضور ﷺ کے کسی ارشاد یا عمل میں فرق یا ابہام کسی بھول چوک کا نتیجہ نہیں، اللہ کا نبی جو شریعت بیان کرنے والا ہے وہ بھول چوک میں کیسے مبتلا ہو سکتا ہے؟ اور جو شریعت قیامت تک کے لیے دی گئی ہے اس میں نقص کی گنجائش کیسے چھوڑی جا سکتی ہے؟ یہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت و رحمت ہے، ہمیں بعض مذاہب فقہیہ میں پانی کی طہارت میں شدت ملتی ہے اور بعض میں رعایت ملتی ہے، اس میں اگر ایک ہی پیمانہ کو قطعی کر دیا گیا ہوتا تو جن علاقوں میں پانی کی شدید کمی ہے وہ سخت دشواری میں پڑتے اگر ان کے لیے پانی کے طاہر ہونے کی شدت لازمی کر دی گئی ہوتی، اور جہاں پانی کی بہتات ہے وہاں اس کے طاہر ہونے میں بہت رعایت ایک غیر ضروری بات ہوتی، اسی طرح سمندر کے کنارے رہنے والوں کے لیے اگر پانی کے صرف بہت محدود نوع کے پانی کے جانور ہی متعین کر دیے جاتے تو ان کو دشواری ہوتی جو کہ سمندر و پانی کے مراکز سے دور کے علاقوں کے لیے نہیں ہوتی جہاں اس سہولت کا نہ تقاضا ہے اور نہ ضرورت، احکام میں اس طرح کا تنوع و توسع جو مختلف روایات یا مختلف صحابہ کے مختلف عمل سے ملتا ہے اور اس سے بظاہر اختلاف سامنے آتا ہے، دراصل اسلام کی طرف سے ضرورت انسانی کی رعایت اور ہر علاقے کے لیے اس کی موزونیت ہے، جو ہم کو اس اختلاف میں ملتی ہے جو احکام کے استنباط میں مختلف مذاہب کے فقہاء کے یہاں پایا جاتا ہے، اور ان سب کی مرجعیت حضور ﷺ سے ملتی ہے جو آپ ﷺ کے عمل اور حکم یا اسی سے مستنبط ہے، اور مصدر اول کے ایک ہونے کی بنا پر یہ سب تنوع اپنی اپنی جگہ پر حق ہے، اور یہ اصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعایت اور نعمت ہے، جب مسلک کامل دیانت و امانت کے ساتھ قرآن و حدیث سے اخذ کیا

گیا ہو، اور اخذ کرنے والا علم وتحقیق کے لحاظ سے بھی، اور تقویٰ و للّٰہیت کے اعتبار سے بھی ثقہ ہو تو اس کے عمل کو گمراہی کیسے سمجھا جاسکتا ہے؟ زیادہ سے زیادہ اجتہادی خطا سمجھی جاسکتی ہے اور اس پر بھی عند اللہ اجر ہے، اس تنوع کو افتراق کا باعث نہ ہونا چاہیے، اور صرف اپنے کو اہل حق اور دوسرے کو ضال قرار نہ دینا چاہیے، یہ بات بہت خیال رکھنے کی ہے، قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے تقریباً اسی طرح کے افتراق اور اپنے سے مختلف کو ایذا پہنچانے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے، اور مسلمانوں کو وحدت اور اسلامی اخوت کی پوری تاکید کی گئی ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ تمام اہل استنباط واجتہاد کی طرف سے یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ اہل سنت کے معروف و متداول مذاہب فقہیہ سب حق پر ہیں، خواہ وہ حنفی ہوں، خواہ شافعی ہوں اور خواہ حنبلی ہوں یا مالکی، خواہ حنبلی فقہ کے ذیلی فقہ کے ہو جیسے سلفی، لیکن ان مختلف فقہوں کے ماننے والے مسلکی تعصب میں بعض وقت آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف میں ایسی شدت بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ جیسے کہ مسئلہ اسلام اور کفر کے درمیان کا ہو، اور جیسے کہ تنہا وہی متعین طور پر حق پر ہیں اور جو ان کے مسلک کے خلاف دوسرے مسلک کا ہے وہ بالکل گمراہ ہے، اور یہ بات بعض وقت بہت افسوس ناک صورت اختیار کر جاتی ہے، سابقہ تاریخ میں بھی ایسا ہوا ہے، اور اس وقت بھی عالم اسلام میں مختلف لوگوں میں شدت والا رجحان نامناسب طریقے سے ابھرنے لگا ہے، اس ٹکراؤ سے یہ امت واحدہ امت واحدہ نہیں رہ جاتی، جب کہ ہر مسلک والا اپنے کو اصل مسلمان اور دوسرے کو گمراہ سمجھتا ہے، اور بعض وقت یہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے، حالانکہ قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں صاف صاف اشارے آئے ہیں اور تاکیدیں آئی ہیں کہ آپس میں متفرق نہ ہو، امت واحدہ بن جاؤ، قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾ (الأنبياء: ۹۲) اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ عقیدہ بتایا گیا ہے کہ ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ﴾ (البقرة: ۲۸۵) حالانکہ ان کی شریعتوں کے احکام میں فرق رہا ہے، اور مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے، بھائی بھائی میں جس طرح معمولی چیزوں میں اختلاف ہوتا ہے لیکن ان کے بھائی ہونے میں فرق نہیں پڑتا اسی طرح قرآن وحدیث سے ایمان واخلاص کی صفت کے ساتھ تحقیق کا عمل اختیار کرنے والے کا اجتہاد حق کے مطابق تسلیم کیا جائے گا، اس کے ساتھ معاملہ احترام ولحاظ کا کیا جائے گا، خواہ حقیقت کے لحاظ سے اس میں کوئی اجتہادی غلطی ہوئی ہو، ہمارے اسلاف نے اسی کی پابندی کی ہے، اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ نے اپنے مجموعہ فتاویٰ میں اس کا تفصیل وتاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے، نیز ہم کو اپنے لائق اقتدا اسلاف کے آپس میں اختلاف کرنے اور اپنی اپنی رائے پر جم کر بات کرنے کے باوجود آپس میں محبت کے ساتھ رہنے اور معاملہ کرنے کی خاصی مثالیں ملتی ہیں، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر اصحاب مذہب اور فقہاء ومجتہدین کے حالات دیکھئے تو وہ آپس میں اسی رواداری پر عامل رہے ہیں، ضرورت ہے کہ اسی طرز کو قائم رکھا جائے ورنہ ہر مذہب اپنے کو اصل حق پر سمجھے گا اور دوسرے کے مسلک کو گمراہی کے مساوی سمجھے گا، اور اس طرح دین اسلام ایک چھوٹے سے مسلک میں محدود ہو کر رہ جائے گا، جو کسی طرح خاتم الانبیاء ﷺ کی تاقیامت رہنے والی اس عظیم امت کے لیے موزوں نہیں ہے، دین کی بنیادوں پر متفق ہونے کے ساتھ فروعی اور استحبابی امور میں اختلاف آپس میں دشمنی اور بدخواہی کی وجہ نہیں بننا چاہیے، اس کو سارے محققین اور سارے علمائے اسلاف نے تسلیم کیا ہے، بلکہ اس پر عمل کیا ہے۔

اپنے بے نور چراغوں کو ضیا دی جائے
نہ کہ ہم سایے کی قندیل بجھا دی جائے
قبر کے چوکھٹے خالی ہیں، اسے مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے

عاشورہ کی حقیقت

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

محرم کی دسویں تاریخ کو "عاشورہ" کہا جاتا ہے، جس کے معنی ہیں "دسواں دن"، یہ دن اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور برکت کا حامل ہے، جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے، اس وقت تک عاشورہ کا روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا تھا، بعد میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس وقت عاشورہ کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوگئی، لیکن حضور اقدس ﷺ نے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے کو سنت اور مستحب قرار دیا، ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اللہ عزوجل کی رحمت سے امید ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن کا روزہ رکھے گا تو اس کے پچھلے ایک سال کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا"۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عاشورہ کے دن کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کے پیارے نواسے حضرت حسینؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، اس شہادت کے پیش آنے کی وجہ سے عاشورہ کا دن مقدس اور حرمت والا بن گیا ہے اور آپ ﷺ نے اس بارے میں احکام بیان فرمائے تھے، قرآن کریم نے اس حرمت کا اعلان فرمایا ہے، حالانکہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا واقعہ تو حضور اقدس ﷺ کی وفات کے تقریباً ساٹھ سال کے بعد پیش آیا تھا، لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ عاشورہ کی حرمت اس واقعہ کی وجہ سے ہے، بلکہ یہ تو حضرت حسینؓ کی مزید فضیلت کی دلیل ہے کہ اللہ نے آپؓ کی شہادت کا مرتبہ اس دن عطا فرمایا جو پہلے سے ہی مقدس اور محترم چلا آرہا ہے، بہر حال عاشورہ کا دن ایک مقدس دن ہے۔

اس دن کے مقدس ہونے کی وجہ کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اس دن کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے دنوں پر کیوں فضیلت دی؟ اور اس دن کا کیا مرتبہ رکھا؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، ہمیں اس کی حقیقت میں پڑنے کی ضرورت نہیں، بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضرت آدمؑ دنیا میں اترے تو وہ عاشورہ کا دن تھا اور جب حضرت نوحؑ کی کشتی طوفان کے بعد خشکی میں اتری تو وہ دن بھی عاشورہ کا دن تھا، حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا گیا اور اس آگ کو اللہ تعالیٰ نے گلزار بنادیا، وہ دن بھی عاشورہ کا دن تھا اور قیامت عاشورہ کے دن قائم ہوگی۔ یہ باتیں لوگوں میں مشہور ہیں لیکن ان باتوں کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں، کوئی صحیح روایت ایسی نہیں ہے جو یہ بیان کرتی ہو کہ یہ واقعات عاشورہ کے دن پیش آئے تھے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس دن کو فضیلت بخشی؟ بلکہ یہ سب اللہ عزوجل کے بنائے ہوئے ایام ہیں، وہ جس دن کو چاہتا ہے اپنی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کے لیے منتخب فرما لیتے ہیں، وہ ہی اس کی حکمت اور مصلحت کو جاننے والے ہیں، یہ بات ہمارے اور آپ کے ادراک سے ماوراء ہے اس لیے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس دن کو اپنی رحمت اور برکت کے نزول کے لیے منتخب کر لیا تو اس کا تقدس یہ ہے کہ اس دن کو اس کام میں استعمال کیا جائے جو نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو، سنت کے طور پر اس دن کے لیے صرف ایک حکم دیا گیا ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے، چنانچہ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس دن میں روزہ رکھنا گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، بس یہ ایک حکم سنت ہے اس کی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اس میں ایک مسئلہ اور بھی ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں جب بھی عاشورہ کا دن آتا تو آپ ﷺ روزہ رکھتے، لیکن وفات سے پہلے جو عاشورہ کا دن آیا تو آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ۱۰ محرم کو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودیوں کے روزہ رکھنے کی وجہ وہی تھی کہ اس دن بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعے فرعون سے نجات دی تھی، اس کے شکرانے کے طور پر یہودی اس دن روزہ رکھتے تھے، بہر حال حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہلکی سی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو صرف عاشورہ کا روزہ نہیں

رکھوں گا بلکہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملاؤں گا، ۹ محرم یا ۱۱ محرم کا روزہ بھی رکھوں گا تا کہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے لیکن اگلے سال عاشورہ کا دن آنے سے پہلے حضور ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ ﷺ کو اس پر عمل کرنے کا موقع نہیں ملا۔

چونکہ حضور ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمادی تھی اس لیے صحابہ کرامؓ نے عاشورہ کے روزے میں اس بات کا اہتمام کیا اور ۹ محرم یا ۱۱ محرم کا ایک روزہ ملا کر رکھا اور اس کو مستحب قرار دیا اور تنہا عاشورہ کے روزے رکھنے کو حضور ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ قرار دیا یعنی اگر کوئی شخص صرف عاشورہ کا روزہ رکھ لے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا بلکہ اس کو عاشورہ کا ثواب ملے گا لیکن چونکہ آپ ﷺ کی خواہش دو روزے رکھنے کی تھی اس لیے اس خواہش کے تکمیل میں بہتر یہ ہے کہ ایک روزہ اور ملا کر دو روزے رکھے جائیں۔

رسول کریم ﷺ کے اس ارشاد میں ہمیں ایک اور سبق ملتا ہے وہ یہ کہ غیر مسلموں کے ساتھ ادنی مشابہت بھی حضور ﷺ نے پسند نہ فرمائی حالانکہ وہ مشابہت کسی بُرے اور ناجائز کام میں نہیں تھی بلکہ ایک عبادت میں مشابہت تھی کہ اس دن جو عبادت وہ کر رہے ہیں اسی دن ہم بھی وہی عبادت کر رہے ہیں لیکن آپ ﷺ نے اس کو بھی پسند نہیں فرمایا... کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو دین عطا فرمایا وہ سارے ادیان سے ممتاز ہے اور ان پر فوقیت رکھتا ہے، لہٰذا ایک مسلمان کا ظاہر و باطن بھی غیر مسلم سے ممتاز ہونا چاہیے، اس کا طرز عمل اس کی چال ڈھال اس کی وضع وقطع، اس کا سراپا، اس کے اعمال، اس کے اخلاق، اس کی عبادتیں وغیرہ ہر چیز غیر مسلموں سے ممتاز ہونی چاہیے، چنانچہ احادیث مبارکہ میں حکم جا بجا ملے گا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ غیر مسلموں سے الگ طریقہ اختیار کرو چنانچہ فرمایا: ''مشرکین جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں ان سے اپنا ظاہر و باطن الگ رکھو''۔

افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کو اس حکم کا خیال اور پاس نہیں رہا، اپنے طریقہ کار میں وضع وقطع میں، لباس پوشاک میں، اٹھنے بیٹھنے کے انداز میں، کھانے پینے کے طریقوں میں، زندگی کے ہر کام میں ہم نے غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت اختیار کر لی ہے، ان کی طرح کا لباس پہن رہے ہیں، ان کی زندگی کی طرح اپنی زندگی کا نظام بناتے ہیں، ان کی طرح کھاتے پیتے ہیں، ان کی طرح بیٹھتے ہیں، زندگی کے ہر کام میں ان کی نقالی کو ہم نے فیشن بنالیا ہے۔

آپ اندازہ کریں کہ حضور ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت کو پسند نہیں فرمایا، اس سے سبق ملتا ہے کہ ہم نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں غیر مسلموں کے ساتھ جو نقالی اختیار کر رکھی ہے خدا کے لیے اس کو چھوڑ دیں اور جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طریقوں کی نقالی کریں، ان لوگوں کی نقالی نہ کریں جنھوں نے تم پر ظلم اور استبداد کا شکنجہ کسا ہوا ہے، جو تمہیں انسانی حقوق دینے کو تیار نہیں، ان کی نقالی کر کے آخر تمہیں کیا حاصل ہوگا؟ ہاں! دنیا میں بھی ذلت ہوگی اور آخرت میں بھی رسوائی ہوگی، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے، آمین!

بہر حال اس مشابہت سے بچتے ہوئے عاشورہ کا روزہ رکھنا بڑی فضیلت کا کام ہے، عاشورہ کے روزہ کا حکم تو برحق ہے لیکن روزہ کے علاوہ عاشورہ کے دن کے بارے میں لوگوں نے دو اور اعمال اختیار کر رکھے ہیں، ان کی قرآن وسنت میں کوئی بنیاد نہیں ہے، مثلاً بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عاشورہ کے دن فلاں قسم کا کھانا پکانا ضروری ہے، اگر کھچڑا نہ پکایا تو عاشورہ کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ اس قسم کی کوئی بات نہ تو حضور ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور نہ صحابہ کرامؓ اور تابعین یا بزرگان دین نے اس پر عمل کیا، صدیوں تک اس عمل کا کہیں وجود نہیں ملتا۔

شیعہ حضرات اس مہینہ میں جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنے مسلک کے مطابق کرتے ہیں، بہت سے اہل سنت حضرات بھی ایسی مجلسوں میں تعزیوں اور ان کاموں میں شریک ہو جاتے ہیں جو بدعت اور منکر کی تعریف میں داخل ہیں، قرآن کریم نے تو صاف حکم دے دیا کہ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں بلکہ ان اوقات کو اللہ کی عبادت میں اور اس کے ذکر، اس کے لیے روزہ رکھنے میں، اس کی طرف رجوع کرنے میں، اس سے دعائیں کرنے میں صرف کریں اور ان فضولیات سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس مہینہ کی حرمت اور عاشورہ کی حرمت اور عظمت سے فائدہ اٹھانے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، اور اپنی رضا کے مطابق اس دن کو گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قدرتی ٹیپ ریکارڈ

ڈاکٹر ابراہیم رادی

انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں اور اس کے اقوال وافعال کو کسی کتاب میں قلم بند کرنا ایک ناممکن سی بات ہے، فلمی ریل کے ذریعہ بھی اس کو سمیٹا نہیں جاسکتا، کیونکہ اس میں تصویر کے ساتھ آواز اور ظاہری حرکات وسکنات تو محفوظ کئے جاسکتے ہیں لیکن اندرون قلب میں موجزن ہونے والے خیالت وجذبات کو محفوظ نہیں کیا جاسکتا اور نہ مادّی وجود سے ماوراء اشیاء کو پیش کیا جاسکتا ہے، وہ ہستی تو بس خدا ہی کی ہے جس کا علم ہر ہر شئی کو محیط ہے: ﴿وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ﴾ (تم اپنے دل کی بات کو ظاہر کروگے تو، چھپاوگے تو، خدا تم سے اس کا حساب لے گا)۔

ہر فرد کی زندگی میں پیش آنے والے ہر ہر جزئیہ کو خداوند قدوس کے قائم کردہ نظام کے تحت ہی محفوظ کیا جاتا ہے، وہ اس طرح کہ قادر مطلق نے روئے زمین پر بسنے والے ہر فرد وبشر کے ساتھ ملائکہ کو مقرر فرمادیا ہے جو اپنے اپنے فرائض کے مطابق بندوں کے تمام افعال خیر وشر نوٹ کرتے رہتے ہیں۔

﴿عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ☆ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (جو دائیں بائیں (فرشتے) بیٹھے ہیں لکھ لیتے ہیں جو ان کے منھ سے نکلے کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے یعنی لکھنے کو)۔

اور انسانی زندگی کے ساتھ ہی اس کتاب کی تالیف بھی مکمل ہو جاتی ہے جو حیات بشری کی مکمل داستان ہوتی ہے، اور آسمان کی جانب چڑھنے والی روح کے ساتھ مرتبط رہتی اور وہاں جاکر روز محشر تک کے لیے غیب کے رجسٹر میں محفوظ کردی جاتی ہے جس دن کہ اس دنیا میں کئے گئے تمام اعمال کا پورا پورا محاسبہ اور صحیح صحیح محاکمہ ہو جائے گا، وہ کتاب ایسی زبان مین لکھی ہوئی اور ایسے صفحات میں مدون ہوگی جن کو پڑھا اور غیر پڑھا، عالم وجاہل، عربی وعجمی ہر ایک پڑھ لے گا، اور ہر شخص معلوم کرنے کے جذبہ سے اپنے نامۂ اعمال کھولے گا، مگر کراماً کاتبین کی چابک دستی وباریک بینی اور ان کے اخلاص وامانت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جائے گا، اور زبان قال سے یوں گویا ہوگا۔

﴿مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا﴾ (الکہف:۴۹) (یہ کیسی کتاب ہے نہ چھوٹی بات چھوڑتی ہے نہ بڑی کو کوئی بات بھی نہیں مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کیے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے)۔

دور حاضر کے سائنس دانوں کی تحقیقات کی روشنی میں یہ اشارات ملتے ہیں کہ فضا میں ایتھر کے ایسے مقناطیسی طبقات پائے جاتے ہیں جو انسانی سروں کے تھوڑے ہی اوپر سے شروع ہوجاتے ہین اور وہ ہزاروں لاکھوں سالوں سے انسانوں کے کلام کو ریکارڈ کرتے ہیں اور ایتھر کے طبقات میں محفوظ کرتے چلے آرہے ہیں، جیسے مقناطیسی قلم صدیوں سے انسان کی آوازوں کو ایک خاص قسم کے ٹیپ میں محفوظ کررہی ہو۔

سائنس داں حضرات کو توقع ہے کہ ایک دن آئے گا جب انسان کے مختلف زبانوں میں بولے گئے ہزاروں سال پیشتر کے کلام کا تحلیل وتجزیہ کیا جاسکے گا جس کو ایتھر کے مقناطیسی طبقات نے دنیاوی زندگی مین لوگوں کے سروں پر محفوظ کر رکھا ہے، اگر سائنس داں اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئے تو موجودہ دور کے لوگوں کے لیے جبرالٹر (جبل طارق) کی تنگنائے پر مشین رکھ کر وہاں پائے جانے والے ایتھر کی لہروں کی تحلیل کرنا اور چودہ سو سال پہلے کی گئی حضرت طارق بن زیاد کی تقریر کو ان ہی کی آواز اور لب ولہجہ میں سننا ممکن ہوجائے گا۔

ایتھر کے طبقات بنی نوع انسان کے کلام کو ریکارڈ کرنے میں دن ورات مصروف ہیں اور جب وہ وقت آئے گا کہ طویل صدیوں کے محفوظ کلمات کا تجزیہ کیا جائے تو ایک شخص اپنے دادا کے پرانے چھت پر مشین رکھ دے گا اور دادا ووالد کے بچپنے سے لیکر عمر بھر کی سن لیگا انسان بہت جلد اس حقیقت تک پہنچ جائے گا کہ ہزاروں سال پہلے بھی لوگوں کے کلام کا بیشتر حصہ جس کو ایتھر کے طبقات محفوظ کئے ہوئے ہیں اسی طرح کے لہو ولعب مزاق وتفریح، بغض وعداوت، خون خرابہ اور فخر وافتخار کی باتوں پر مشتمل ہے جس طرح کے مظاہر آج اخبارات

وسائل، اور ریڈیو ٹی وی پیش کرتے ہیں قرآن مجید نے صدیوں پہلے انسانوں کے کلام کی حقیقت ہمارے سامنے واضح کردی تھی۔

﴿لا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ (سورة النساء: ۱۱۴) (ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں ہاں اس شخص کی مشورت اچھی ہوسکتی ہے جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کو کہے)۔ کہ بس تین ہی میدان ہیں، جس میں انسانوں کا کلام سنجیدہ، تعمیری اور نافع ہوسکتا ہے اس ہٹ کر لہو ولعب تضییع وقت اور بلا فائدہ اپنی قوت صرف کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

پہلا میدان یہ ہے کہ دنیا کے اقتصادی معاشی اور رفاہی مسائل کو حل کرنے اور عالم کے اندر امن وآشتی اور سکون ووقار کا غلغلہ بند کرنے کے لیے کلام کیا جائے۔

دوسرا موقع یہ ہے کہ تبلیغ ودعوت ایمان وعقیدہ کی اشاعت، صالح معاشرہ کے قیام اور روئے زمین پر احکام خداوندی کے نفاذ واجرا کے لیے اپنی زبان کا استعمال کیا جائے۔

تیسرا محل یہ ہے کہ اس عالم آب وگل سے شرور وفتن کا خاتمہ کرنے، جنگ کی آگ بجھانے، بغض وعداوت اور ظلم وفساد کو قلع قمع کرنے کے لیے شخصی، جماعتی اور ملکی پیمانے پر کوشاں رہا جائے۔

اگر ایک شخص ایک ہفتہ تک اپنی تمام گفتگو کو ریکارڈ کرتا رہے اور پھر عمر کی اس مختصر ترین مدت میں کی ہوئی باتوں کو سنے تو وہ محسوس کریگا کہ کتنے زیادہ اوقات اس نے لغویات میں گذارے ہیں جن سے کوئی فائدہ پہنچنے والا نہیں، بلکہ الٹے وہ وبال جان ثابت ہوں گے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد نبوی ﷺ ہے: "من كثر كلامه كثر ذنبه" (جو باتیں زیادہ کرنے کا عادی ہو اس سے گناہ زیادہ سرزد ہوتے ہیں) "قل خيرا او اصمت" (کچھ کہنا ہو تو کام کی بات کہا کرو ورنہ خاموش رہا کرو)۔

کائنات کے اندر کیے گئے حیرت انگیز انکشافات اور خالق کائنات کی عطا کردہ عقل کی مدد سے عجیب وغریب مشینوں کی ایجاد کرکے اس صدی کے انسانوں کی قابو یافتہ اور نفع بخش چیزیں اس حیرت ناک خاکہ کی عظمت ومہارت کا بین ثبوت پیش کررہی ہے جو قوت ربانی کی بنائی ہوئی ہیں۔

اور یہ اسرار دن بدن کائنات کے محیر العقول اشیاء کے متعلق نئے انکشافات کررہے ہیں، اور وہ اشیاء زمین وآسمان کی اس لامتناہی شہنشاہیت میں اللہ تعالیٰ کی محیط اور لامحدود طاقت وقوت کی حقیقت کو واضح کررہی ہیں جو نت نئے معجزانہ کارنامے کا ظہور کرواتی رہتی ہے۔

عقل انسانی نے ایسی کمپیوٹر مشینیں ایجاد کرلی ہیں جو اپنی مخصوص ساخت، حیرت انگیز ڈزائن اور منظم عمل میں ایک عجوبہ کی مانند ہیں، لیکن جب آپ اس مشین کے اندر حساب لگانے والے پرزہ کا معائنہ کریں جو سکنڈ سے بھی کم وقت میں نمبروں کو جوڑتا، ضرب کرتا اور تقسیم کرتا ہے، تو آپ کو بس چند نقطے، چند لائنیں اور کچھ نقوش نظر آئیں گے یہی حال الیکٹرونک گھڑی اور موجودہ دور کی تمام مشینوں کا ہے، ان مشینوں میں سوائے اس کے کہ اللہ تعالی کے پیدا کردہ الیکٹرون کو قابو میں کیا گیا ہے، اور اسی سے یہ کام لیا جاتا ہے، اور کچھ نہیں، جس طرح ایک نئے انسان کی پیدائش، جو بظاہر انسان ہی کے توسط سے ہوتی ہے مگر اس کا اصل مادہ خدا کا پیدا کیا ہوا ہوتا ہے، ﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ☆ أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ﴾ (الواقعة: ۵۸-۵۹) دیکھو تو جس (نطفے) کو تم (عورتوں کے رحم میں) ڈالتے ہو کیا تم اس سے انسان بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں۔

اسی قبیل سے مصنوعی سیارے ہیں جو کائنات میں موجود اشیاء کے استعمال سے بنتے اور کام کرتے ہیں، ان میں جاذبیت، دوران اور آواز وشکل کو محفوظ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، وہ خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے مادوں سے وجود میں آتے ہیں، ٹیلی ویژن، ریڈیو، لاسلکی ٹیلیفون، جو برقی، مقناطیسی، صوتی اور ضوئی موجوں کی تسخیر سے کام کرتے ہیں، شکل وصورت اور روشنی کو ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں منتقل کرنے کے محیر العقول کارنامے انجام دیتے ہیں، خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور انسانوں نے ان چیزوں قابو اس لیے پالیا ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے ہی اعلان فرمادیا تھا: ﴿سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ (اس نے آسمان وزمین کی تمام چیزیں تمہارے قبضہ میں دے رکھی ہیں، اس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر ظاہری اور باطنی ہر طرح کی نعمتوں کی بارش کررکھی ہے) ﴿فهل أنتم شاكرون﴾ اور ایسا اس لیے کیا گیا ہے تا کہ آزمائے کیا تم خداوند قدوس کا شکر بجالاتے ہو۔

مسلمانوں کا محرم

مولانا محمد الیاس گھمن

نئے اسلامی سال کی ابتدا ہو رہی ہے، ہر مسلمان دعا گو ہے کہ اللہ کرے یہ بخیر وخوبی اور امن وامان کے ساتھ گزر جائے، اقوامِ عالم کا شروع سے دستور چلا آرہا ہے کہ وہ اپنی تاریخ کو محفوظ کرتے ہیں اور اپنے ماہ وسال کو کسی شخصیت سے وابستہ کرتے ہیں۔ مثلاً یہودیت کو دیکھ لیجئے وہ اپنے سن کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے فلسطین پر تخت نشین آراء ہونے کے واقعہ سے منسوب کرتے ہیں۔ عیسائیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر اپنے سن کو موسوم کرتے ہیں۔ بکرمی سن؛ بکرماجیت کی پیدائش اور رومی سن؛ سکندر اعظم کے یوم ولادت سے منسوب ہیں۔

جبکہ اسلامی سن کسی شخصیت سے منسوب ہونے کے بجائے ایسے حالات سے متعلق ہے جس میں چاروں اطراف سے گِھر جانے، مصائب وآلام کے شکنجے میں کسے جانے، اپنے قریبی رشتہ داروں کے ہاتھوں قتل کے منصوبے اور حق کی صداء کو دبانے کے لئے باطل کی سازشوں کے جال بچھے ہوں تو اعلائے کلمۃ اللہ کے فریضے کو بہانگ دہل ادا کر کے ''ہجرت'' کے حکمِ ربی پر لبیک کہہ دیا جائے اور ہجرت بھی ایسی جو اپنے اندر عالم بے بسی میں ثابت قدمی، صبر و استقامت کا راز چھپائے ہوئے ہے، اس سے اسلامی سن کا آغاز کیا جائے یعنی سن ہجری۔

17 ہجری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو کہ یمن کے گورنر تھے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اس طرف توجہ مبذول کرائی کہ آپ کچھ سرکاری خطوط اور گرامی نامے ہماری طرف آتے ہیں ان پر تاریخ درج نہیں ہوتی مناسب ہوگا اگر تاریخ کے اندراج کا اہتمام بھی کر لیا جائے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ اسلامی سن کا آغاز واقعہ ہجرت کو بنایا جائے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج 1 ص 44)

خلیفۃ المسلمین، مرادِ نبوت، امیر المومنین خلیفہ راشد خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت یکم محرم الحرام ہے، آپ کی اسلام اور اہل اسلام کیلیے دی گئی قربانیوں کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا، آپ کے عادلانہ دورِ خلافت میں انصاف، عدل کے ایسے شفاف چشمے پھوٹے جس سے ہر شخص فیض یاب ہوا اسلام کا حلقہ وسیع تر ہوا، ریاستوں کی ریاستیں دینِ محمدی کے زیرِ نگیں آئیں، امت مسلمہ پر آپ کے عظیم احسانات ہیں جنہیں فراموش کرنا سراسر ناانصافی اور محسنِ امت کی ناقدری ہوگی۔ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات کے دہرے معیار پر شکوہ تو اپنی جگہ انام ونہاد عشاق اہل بیت بھی ان کا تذکرہ جس بھونڈے انداز میں کرتے ہیں ان کو نقل کرنے سے قلم کانپ جاتی ہے۔

خیر! محرم کی فضیلت شروع سے مسلّم چلی آرہی ہے۔ اس میں بڑے بڑے تاریخی وقعات رونما ہوئے، حقیقت میں یہ عبادت کا مہینہ ہے لیکن جس طرح بعض دیگر عبادت کے ایام اور راتوں میں شیطان نے خدائے لم یزل سے دور رکھنے کے لیے حربے استعمال کیے ہیں۔ مثلاً شب براءت میں آتش بازی وغیرہ اسی طرح اس مبارک اور محترم مہینے میں بھی شیطانی محنت غیر ذمہ دار واعظین کی گرمئی وعظ کی صورت میں نظر آتی ہے۔ افسوس صد افسوس کہ شہادت نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاف حقیقت میں جب تک من گھڑت واقعات کی ملاوٹ، تصرفاتی تخیلات کے مخلول بلکہ جھوٹ اور افتراء کی آمیزش اور دجل وفریب کو نہ گھسیڑا جائے اس وقت تک عوام سے دادِ تحسین کی ہوس پوری نہیں ہو پاتی۔

تاریخ انسانی کا مطالعہ بتلاتا ہے کہ ہر دور میں مومنین پر مظالم کے ایسے پہاڑ توڑے گئے ہیں جن سے کتب تاریخ کا کوئی ورق خالی نظر نہیں آتا، جبر وجور اور ظلم وتشدد کی داستان الم میں اتنے نام آتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ شہادتوں کی طویل فہرست میں سرِ فہرست وہ بھی ہیں جنہیں نبوت کی زبان سے سید الشہداء کا لقب ملا، وہ بھی ہیں جن کی مقتل گاہ مصلیٰ پیغمبر بنی، وہ بھی ہیں جنہیں تاریخ مظلوم مدینہ کے تذکرے سے زندہ رکھتی ہے، آخر وہ بھی تو شہداء تھے جن کو بدر، احد، خندق وتبوک کے میدانوں میں کافروں نے خون میں تڑپا دیا۔ چودہ سو برس سے خون مسلم کی ندی مسلسل بہہ رہی ہے جس میں اسلام کی دیا برابر تیرتی چلی آرہی ہے۔ مسند الہند

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
"اے لوگو! تم نے اسلام کو بدل ڈالنے والی بہت سی رسمیں بنا رکھی ہیں تم دسویں محرم کو باطل قسم کے اجتماعات منعقد کرتے ہو، کئی لوگوں نے اس دن کو ماتم کا دن بنالیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے حوادثات اور سانحات رونما ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اگر نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس دن شہید کردیے گئے تو بتاؤ وہ کون سا دن ہے کہ جس میں کوئی نہ کوئی اللہ کا نیک بندہ فوت نہیں ہوا؟ تم نے ماتم کو عید کے تہوار کی طرح بنالیا، گویا اس دن زیادہ کھانا پینا فرض ہے اور نمازوں کا تمہیں کوئی خیال نہیں ان کو تم نے ضائع کردیا۔ (التفہیمات الالہیہ، تفہیم :288/ 69)

اگر مصائب وشدائد کے تذکرے، نوحے، اور ماتم وگریہ شروع کردیا جائے تو اس مختصر زندگی میں ہمیں ایک لمحہ کے لیے بھی خدا کی عبادت کی توفیق نہ ہو۔ اس لیے اسلام کا واضح حکم "صبر" کا ہے۔ رب ذوالجلال نے اپنی معیت کو "صبر" سے مشروط کردیا ہے، نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات "صبر" پر مبنی ہیں، اہل بیت کرام کی بھی زندگی "صبر" کا بہترین نمونہ ہے۔ شہدائے کربلا جرات ودلیری، ہمت وعزیمت سے زندگی گزار کر، جابر وقت سے نبرد آزما ہوکر صبر واستقلال کے خوگر تو بنے، جھوٹ موٹ (تقیہ) کی دبیز چادر کو تار تار کر کے ہمیں یہ سبق دے گئے کہ "اگر حق وباطل کے معرکہ میں مسلمان کو اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ ظلم وجبر کی نوک پر چڑھ کر ادا کرنا پڑے تو ضرور ادا کرے۔"

کربلا کے تپتے صحراؤں سے آج تلک عزیمت ودلیری، شجاعت وجوانمردی کا نغمہ گونج رہا ہے۔ کاش اس طرف بھی کان دھرے جائیں!

جفا کی نوک سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میداں مگر جھکی تو نہیں

میڈیا کے اس دور میں جہاں ہر چیز کی عکس بندی کی جارہی ہے وہیں پر انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اھل بیت نبی اور عترۃ رسول کے کارناموں کو بھی فلمایا جارہا ہے۔ ہر مسلمان ایسی نازیبا اور بری حرکات کی مذمت کرتا ہے۔ بالخصوص ان ایام میں اہل بیت کرام کی جو فلمیں ریلیز کی جارہی ہیں ان کی روک تھام بہت ضروری ہے۔ چودہویں صدی کے بدقماشوں کو اھل بیت کے مقدس روپ دیے جارہے ہیں۔ ہم اس پر سراپا احتجاج ہیں اور حکومت وقت سے التماس کرتے ہیں کہ ایسے عناصر کو قانون کے کٹہرے میں لاکر عبرت ناک سزا دی جائے تا کہ ملک کا امن بھی باقی رہے اور استحکام بھی بحال رہے۔

سبق آموز باتیں

(۱) انسان جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے بھاگتا ہے، لیکن جو خدا سے ڈرتا ہے وہ خدا ہی کی طرف بھاگتا ہے۔

(۲) حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں: مجھے دنیا سے آس لگانے والے پر ہنسی آتی ہے کہ موت اس کا پیچھا کررہی ہے، اور وہ دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے، مجھے اس غفلت شعار پر بھی ہنسی آتی ہے جس کا آقا اس سے غافل نہیں، ٹھٹھا مار کر ہنسنے والے کی ہنسی پر بھی ہنسی آتی ہے جس کو یہ معلوم نہیں کہ خدا اس سے خوش ہے یا ناراض ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: تم میں سے جو شخص اپنا خزانہ آسمان میں رکھ سکتا ہو جہاں اسے نہ دیمک کھا سکیں گے نہ چور لے جاسکیں گے، تو وہ ایسا کرے کہ انسان کا دل اس کے اندوختہ ہی میں لگا ہوتا ہے۔

(۴) ابن قیمؒ فرماتے ہیں: دل کی مثال اڑنے والے پرندہ کے مانند ہے کہ وہ جتنا بلند ہوتا جاتا ہے آفات سے محفوظ ہوتا جاتا ہے اور جتنا ہی پستی کی طرف آتا ہے مصیبتوں کے نرغہ میں ہوتا ہے۔

(۵) ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو برباد کرنا چاہتا ہے تو اس کو تنقید وتنقیص، اور کوتاہی عمل میں مبتلا کردیتا ہے۔

(۶) ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے دل کو واعظ وناصح بنا دیتا ہے، جو اس کو برائی سے روکتا اور بھلائی کا حکم دیتا ہے۔

(۷) ابوبکر بن عبداللہ مزنی کا ارشاد ہے: جب تمہارے احباب تمہارے ساتھ ناروا سلوک کریں تو سمجھ لو کہ یہ تمہارے کسی گناہ کی وجہ سے ہے، اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرو، اور دوستوں کی محبت میں اضافہ ہو تو سمجھ لو کہ کسی نیکی کے سبب ہے اس پر خدا کا شکر ادا کرو۔

عقد استصناع کی شرائط اور اس کے چند مسائل

مفتی راشد حسین ندوی

جو چیز وجود میں نہ آئی ہو شرعاً اس کی بیع ناجائز ہے، حدیث شریف میں صراحت سے فرمایا گیا ہے:

"جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اس کی بیع نہ کرو"۔ (ابوداؤد)

لیکن اس ممانعت سے دو عقود مستثنیٰ ہیں، ایک بیع سلم دوسرے بیع استصناع۔ بیع سلم کا جواز آیت مداینہ اور کئی احادیث سے ہے، اس لیے جمہور اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس کی شرائط بھی منضبط ہیں۔

جہاں تک استصناع کا تعلق ہے تو اس کے معنی آرڈر دے کر کوئی چیز بنوانا ہے، مثلاً آپ جوتے کی دوکان پر گئے، آپ نے جوتوں کی ایک جوڑی پسند کی، لیکن وہ آپ کی ناپ کے نہیں تھے، آپ نے قیمت طے کر کے اپنی ناپ کے مطابق جوتے بنانے کا آرڈر دیا تو اس کو "استصناع" کہا جائے گا، اس بیع کے جواز کا اشارہ بعض احادیث سے ملتا ہے، مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آرڈر دے کر منبر اور انگوٹھی بنوائی، ظاہر طور سے یہ استصناع ہی کا عقد تھا، لیکن اس کا اصل مدار تعامل اور عرف پر ہے، اسی لیے اس کا جواز بھی متفق علیہ نہیں ہے، اور جواز کی شرائط کی طرح منضبط نہیں ہیں، لیکن فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ چار شرائط پائی جائیں تو یہ عقد جائز ہوگا:

۱- جس چیز کو تیار کروانا ہے اس کے اوصاف بیان کر کے اس طرح مکمل تعارف کرا دیا جائے کہ بعد میں نزاع کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔

۲- دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کو تیار کروانا ہے اس کو آرڈر دے کر تیار کروانے کا عرف اور تعامل بھی ہو، چنانچہ جن چیزوں میں تعامل نہ ہو اس میں استصناع جائز نہ ہوگا۔

۳- تیسری شرط یہ ہے کہ ثمن متعین کر لی جائے۔

۴- چوتھی شرط یہ ہے کہ سامان حوالہ کرنے کی تاریخ بطور شرط کے نہ بیان کی گئی ہو، یہ شرط امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے، صاحبین کے نزدیک تاجیل کر دی ہو تب بھی عقد استصناع ہی رہے گا، لیکن اگر لوگوں کا تعامل نہ ہو اور سلم کی شرائط پائی جا رہی ہوں تو بالاتفاق یہ بیع سلم ہوگی۔ (ہدایہ و فتح القدیر: ۲۴۴/۶، ہندیہ: ۲۰۷/۳)

ان شرائط سے بخوبی اندازہ ہو گیا کہ فقہاء اس کی مثالوں میں صرف جوتے، برتن، خف اور اس طرح کی چند چھوٹی موٹی اشیاء ہی کا ذکر کیوں کرتے ہیں، اصل میں اس زمانہ میں صرف انہیں اشیاء میں اس کا تعامل تھا، دوسری چیزوں میں ان کا تعامل و تعارف نہیں تھا، بعض چیزوں کے اوصاف کو اس زمانہ میں پوری طرح صاف صاف بیان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، آج زمانہ بدل چکا ہے بڑی بڑی چیزوں میں بھی استصناع کا تعامل ہو چکا ہے اور ان کے اوصاف کا انضباط بھی آلات جدیدہ سے ممکن ہو چکا ہے، آج جن چیزوں میں استصناع کا تعامل ہے ان میں بطور مثال آلات حرب، سڑک اور بلڈنگ وغیرہ کو پیش کیا جا سکتا ہے، بلڈنگ اور فلیٹ کا تعلق عوامی ضروریات سے ہے، اسی لیے سب سے زیادہ اسی سے متعلق بحث کی ضرورت ہوتی ہے، جیسا کہ عرض کیا گیا، بلڈنگ کے اوصاف کا انضباط بھی کیا جا سکتا ہے، اس میں استصناع کا تعامل بھی ہے، لہٰذا شرعاً اس کے جواز میں کوئی مانع نہیں ہے، یہ بتا دیا جائے کہ بلڈنگ کا محل کیا ہوگا، فلیٹ کس منزل پر ہوگا، اس میں کتنے کمرے کس کس سائز کے ہوں گے، دوسری سہولیات کی نوعیت کیا ہوگی، تعمیری معیار کیسا ہوگا، ثمن کیا ہوگی، نقشہ کے ذریعہ ان امور کی وضاحت کی جا سکتی ہے، اس طرح چونکہ تمام شرائط پوری ہو رہی ہیں لہٰذا یہ عقد جائز ہوگا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں: "جب تک ایک چیز وجود میں نہ آ جائے اس کو بیچنا درست نہیں، لیکن اس سے

ایک صورت مستثنیٰ ہے، جس کو استصناع کہتے ہیں، یعنی ایسی چیزیں جن کو آرڈر پر تیار کرنے کا رواج ہو جیسے جوتا وغیرہ، آج کل فلیٹس اسی انداز پر بنائے جاتے ہیں، فلیٹ کے نقشے، اس کی مکانیت، تعمیری معیار اور پوری تفصیلات واضح کردی جاتی ہیں، محل وقوع دیکھنے کی گنجائش ہوتی ہے اور اس کا فلیٹ کس منزل پر ہوگا یہ بھی واضح کردیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے نزاع کا اندیشہ ختم ہوجاتا ہے، اس لیے جو لوگ فلیٹس تعمیر کرکے بیچتے ہیں، ان کے لیے اس طرح خرید وفروخت کی گنجائش ہے"۔ (کتاب الفتاوی: ۵/۲۷۱)

اسی طرح اسلامی معاشیات کے بڑے عالم مولانا تقی عثمانی صاحب نے بھی استصناع کی مثالوں میں فلیٹ کا تذکرہ کیا ہے۔

(اسلام اور جدید معاشی مسائل: ج-۴-ص-۱۷)

استصناع متوازی: جس شخص کو سامان بنانے کا آرڈر دیا گیا ہے اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ خود بنا کر ہی سامان دے، یہ بھی کرسکتا ہے کہ آرڈر دینے والے کے اوصاف کا خیال رکھتے ہوئے دوسرے سے سامان بنوالے، یا پہلے سے اپنا ہی بنایا ہوا سامان دیدے۔ (ہدایہ وفتح القدیر: ۶/۲۴۳-۲۴۴، شامی: ۴/۲۳۸)

مولانا تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں: "یہ بھی ضروری نہیں کہ تمویل کار گھر کی خود تعمیر کرے، بلکہ وہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی استصناع کے معاہدے میں بھی داخل ہوسکتا ہے، یا وہ کسی ٹھیکہ دار کی خدمات بھی حاصل کرسکتا ہے (جو کلائنٹ کے علاوہ ہو) دونوں صورتوں میں وہ لاگت کا حساب لگا کر استصناع کی قیمت کا تعین اس انداز سے کرسکتا ہے کہ اس سے اسے لاگت پر معقول منافع حاصل ہوجائے"۔ (اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۵/۱۵۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "وہ شخص جس کو فلیٹ تعمیر کرنا ہے وہ بینک سے عقد استصناع کرے کہ آپ مجھے یہ فلیٹ بنا کر دیں، تو اب بینک خود تو نہیں بنا کر دے سکتا، لہٰذا وہ کسی دوسرے آدمی سے علاحدہ اپنے طور پر استصناع کرلیتا ہے، آج کل کی اصطلاح میں اس کو "الاستصناع المتوازی" کہتے ہیں یعنی دونوں متوازی ہیں کہ ایک عقد استصناع ابتداء میں اصل مستصنع اور بینک کے درمیان ہوا اور دوسرا عقد بینک اور اصل صانع کے درمیان ہوا، اس کے جواز کی شرط یہ ہے کہ دونوں عقد منفصل ہوں، ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہ ہوں، ایک دوسرے پر موقوف نہ ہو، ایک کی ذمہ داریاں دوسرے کی ذمہ داریوں کے ساتھ گڈمڈ نہ کی جائیں"۔

(اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۴/۱۷)

میٹریل دے کر سامان بنوانا: اگر خام مال گاہک کی طرف سے مہیا کیا گیا، اور صانع سے صرف اس کی محنت اور مہارت مطلوب ہے تو یہ معاہدہ استصناع نہیں ہوگا، بلکہ یہ عقد اجارہ ہوگا، جس کے ذریعہ کسی شخص کی خدمات ایک متعین معاوضہ کے بدلہ حاصل کی جاتی ہیں، اور جس طرح عقد استصناع میں سامان مطلوبہ اوصاف کے مطابق نہ ہو تو آرڈر دینے والا اس کو لینے سے انکار کرسکتا ہے، اسی طرح میٹریل خود فراہم کیا ہو تو سامان مطلوبہ اوصاف پر نہ ہونے کی صورت میں لینے سے انکار کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ میرا میٹریل واپس کرو اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ سامان لے لے لیکن طے شدہ مزدوری نہ دے۔ (ہندیہ: ۴/۴۹۵)

عراق-منشیات کا سب سے بڑا مرکز

آج دنیا میں منشیات کا سب سے بڑا مرکز افغانستان ہے، امریکہ افغانستان میں خود منشیات کی پیداوار کا نگہبان ہے، وہی ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور کیمیائی مواد فراہم کرتا ہے جس سے ہروئن، چرس، اور دیگر منشیات جیسے کہ افیون، گردا، چیٹا وغیرہ بنائی جاتی ہیں، اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ CIA اپنے اخراجات پورے کرنے، جنگ میں رشوت دینے یا لوگوں کو منشیات کا عادی بنانے کرنے کے لیے مشینیں فراہم کرتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق، امریکہ کے افغانستان میں وارد ہونے کے بعد منشیات کی تیاری اور اسمگلنگ کئی گنا بڑھ گئی ہے جو کہ طالبان کے دور میں صفر کے درجہ پر تھی، ملا عمر نے حکم جاری کیا کہ پوست کی کاشت بند کردی جائے سو بند ہوگئی، مگر امریکہ کو یہ کب پسند ہے کہ انسان کی بھلائی ہو، وہ تو انسانوں کو معذور کرنا چاہتا ہے، خصوصاً اپنے دشمنوں کو، اور اس کے دشمن وہ ہیں جو آزاد رہنا چاہتے ہیں یا جہاں پر امریکی مفادات وابستہ ہیں یا جو ایز جی اور معدنی وسائل کے حامل ملکوں کے باشندے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مقام ومرتبہ

خواجہ کلیم الدین اسعدی (کریم نگری)

آپ ﷺ نے قیامت کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں، ان علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ اس امت میں بعد میں آنے والے لوگ اگلے لوگوں پر لعن وطعن کریں گے۔ لہٰذا اس پرفتن دور میں جہاں حضور ﷺ کی بیان کردہ بہت سے علامتوں کا ظہور ہورہا ہے وہیں یہ علامت بھی ظاہر ہورہی ہے کہ دین سے بیزار اور دین سے بالکل ناواقف آزاد لوگ اپنے مذموم ارادوں کی راہ میں جن ہستیوں کو اپنے خلاف پائے ان پر کھل کر تنقید اور طعن کرتے ہیں اور اس میں کسی کے مرتبہ ومقام کا لحاظ تک نہیں کرتے، یہاں تک کہ ان دین بیزاروں کی تنقیدوں سے انبیاء اکرام، صحابہ اکرام، خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین بھی محفوظ نہیں۔ آج کل جن محترم شخصیات پر تنقید کی جارہی ہے ان میں ایک شخصیت حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ ہیں۔

امت کا ایک مخصوص طبقہ کو حضرت امام ابو حنیفہ سے بغض اور عداوت ہے، کبھی تو یہ طبقہ حضرات امام صاحبؒ کی فقہی آراء اور اجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث کے متوازی قرار دیتا ہے اور کبھی خود ان کی جلالت علمی اور ان کے فقیہانہ مقام کی بالکل نفی کردیتا ہے، اس سلسلہ میں مختلف رسائل اور مضامین بھی تحریر کیے جاتے ہیں اور مجلسوں میں موضوع گفتگو بھی بنایا جاتا ہے۔

ہمارے اسلاف میں وہ جلیل القدر علماء ومجتہدین جو اپنے اپنے وقت کے امام تھے، انھوں نے نہ صرف امام ابو حنیفہؒ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ ان کی عظمت اور تفقہ فی الدین میں ان کی امامت کو تسلیم کیا ہے، ملاحظہ ہوں ان کے اقوال:

(۱) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: میں امام مالک کی خدمت میں حاضر تھا ایک بزرگ تشریف لائے، جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون تھے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ نہیں جانتے، تو حضرت امام مالکؒ فرمانے لگے "هذا ابو حنيفة العراقي لو قال هذه الاسطوانة من ذهب لخرجت كما قال لقد وفق له الفقه حتیٰ ما عليه فيه كبير مؤونة" (یہ ابو حنیفہؒ ہیں، عراق کے رہنے والے، اگر یہ کہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہ ویسا ہی نکل آئے، انھیں فقہ میں ایسی توفیق دی گئی ہے کہ اس فن میں ذرا مشقت نہیں ہوئی)

(۲) امام شافعیؒ نے امام مالکؒ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے: " قيل لمالك ابن انس هل رأيت ابا حنيفة قال نعم رأيت رجلا لو كلمك فی هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته" (امام مالکؒ نے فرمایا: ہاں میں نے ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے، وہ ایسے شخص تھے کہ اگر تم سے اس ستون کے سونا ثابت کرنے دلائل بیان کریں تو وہ ضرور اپنی حجت میں کامیاب ہوں گے)

(۳) نیز امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "من اراد أن يعرف الفقه فيلزم ابا حنيفة واصحابه فان الناس كلهم عيال عليه فی الفقه" (جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام صاحب کو اور آپ کے اصحاب کو لازم پکڑلے، کیوں کہ تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے خوشہ چیں ہیں)۔

امام شافعی نے یہ بھی فرمایا کہ "ما رأيت احدا افقه منه" (میں نے امام ابو حنیفہ سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا)

(۴) حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: "ما نظرت عيني مثل ابی حنيفة" (میری آنکھ نے ابو حنیفہ کے مثل نہیں دیکھا) نیز فرماتے ہیں: "العلماء: ابن عباس فی زمانه، والشعبی فی زمانه، وابو حنيفة فی زمانه، والثوری فی زمانه" (علماء تو یہ

تھے، ابن عباس اپنے زمانہ میں، امام شعبی اپنے زمانہ میں، امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں اور سفیان ثوری اپنے زمانہ میں)۔

(۵) شیخ الاسلام حضرت یزید بن ہارون فرماتے ہیں: "وانه والله لا علم هذه الامة بماجاء عن الله ورسوله" (واللہ امام ابوحنیفہؒ اس امت میں خدا اور اس کے رسول سے جو کچھ وارد ہوا ہے اس کے سب سے بڑے عالم ہیں)۔

(۶) سید الحفاظ حضرت یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں: "عدل ثقة ما ظنك بمن عدله ابن المبارك ووكيع" (سراپا عدالت ہیں ثقہ ہیں ایسے شخص کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جس کی ابن المبارک اور وکیع نے توثیق کی ہے)۔

(۷) امام اہل بلخ حضرت خلف بن ایوبؒ فرماتے ہیں، صار العلم من الله تبارك وتعالى الى محمد ﷺ، ثم صار الى اصحابه، ثم صار الى التابعين، ثم صار الى ابى حنيفة واصحابه فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط" (اللہ تعالی سے علم آپ ﷺ کو ملا، اپ کے بعد صحابہ کو، صحابہ کے بعد تابعین کو، پھر تابعین سے امام ابوحنیفہ کو ملا، اس پر چاہے کوئی خوش ہو یا ناراض)

(۸) محدث کبیر عبداللہ بن داود الخریبی فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ کی عیب گوئی دو آدمیوں میں سے ایک کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، یا تو جاہل شخص جو آپ کے قول کا درجہ نہیں جانتا، یا حاسد جو آپ کے علم سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے حسد کرتا ہے۔

(۹) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی مجھے امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ سے نہ ملاتے تو میں بدعتی ہوجاتا۔

(۱۰) امام ذہبیؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں: "امام ابوحنیفہ امام اعظم ہیں، عراق کے فقیہ ہیں، وہ پرہیزگار عالم باعمل، انتہائی عبادت گذار اور بڑی شان والے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کی شان میں صرف چند اقوال ائمہ مجتہدین کے نقل کیے گئے ہیں، حالاں کہ امام صاحبؒ کی ذات وصفات اور آپ کی فقہ سے متعلق اور آپ کی بزرگی اور عظمت وفضیلت سے متعلق بہت سی کتابیں موجود ہیں۔

مصر کے نئے فرعون کا "رب اعلیٰ" ہونے کا دعویٰ

مصر کی نئی عوامی اسلامی جمہوری منتخبہ حکومت پر شب خون مارنے والے مصر کے وزیر دفاع اور مسلح افواج کے سربراہ جنرل سیسی نے عوامی مقبولیت یا کفر وعناد اور اپنی اسلام دشمنی کے علی الاعلان اظہار کے لیے تو حد ہی کردی، چنانچہ اس نے مصر کے عیسائی، یہودی فرقوں اور قبطی اور سبطیوں کی مدد سے اپنے بدبختانہ اور بدکردارانہ کارنامہ اور فوجی بغاوت، مصری عوام کے خون سے اپنے ہاتھوں رنگنے پر تعریف وتوصیف کے پل باندھنے کے لیے قرآن کے طرز پر (نعوذ باللہ) قرآنی آیات تک گڑھ ڈالی ہیں۔

تاریخ میں قرآن کے ساتھ چیلنج کرنے والوں میں مصر کے ایک نئے فرعون کا اضافہ ہوگا، اس نے "سورۃ السیسی" کے نام سے اٹھارہ آیات پر مشتمل ایک سورت گڑھی ہے، اس جعلی سورہ میں سورہ یاسین اور سورۃ القارعۃ کی نقالی کی مذموم کوشش کی گئی ہے، اور اس شیطانی کلام پر مبنی طغرے کو مصری، قبطی اور سبھی فرقوں کے پیروکاروں کی طرف سے سماجی ویب سائٹ پر بڑے وسیع پیمانہ پر پھیلایا جارہا ہے۔ نعوذ باللہ اس جعلی سورت کو قرآن کریم کی سورتوں کی طرح "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے شروع کرکے "صدق اللہ العظیم" پر ختم کیا گیا ہے، اور نقلی کلام میں اخوان المسلمین کو شیطان اور جنرل سیسی کو خدا کا انعام اور نجات دہندہ قرار دینے کی مذموم کوشش کی گئی ہے، اب تک ساری مسلمان دنیا یہ سوچ کر خاموشی اختیار کیے ہوئے تھی کہ مصر پر اسلام پسندوں کی نہ صحیح، صرف مسلمان حکومت کرسکیں گے لیکن سیسی کی ان غلط کاریوں نے اس کی اسلام دشمنی اور اس کی یہودیت کو بالکل ظاہر اور باہر کردیا ہے، مسلمان یہ تو برداشت کرسکتے ہیں کہ حکومت چھن جائے، لیکن اسلامی تشخصات اور شعائر کی بے حرمتی اور اس کا کھلواڑ، یہ مسلمان کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ یہ آیتیں اور ان کے ترجمے نیٹ پر موجود ہیں۔

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

زہد وقناعت کی نایاب مثال

محمد عمر عثمان ندوی

آپ نے بہت سے بادشاہوں کے سرکاری دوروں کی روداد سنی ہوگی اور بہت سے وزرائے ممالک کے شاہانہ سفروں کو دیکھا ہوگا مگر ذرا ساتویں صدی مسیحی کے سب سے بڑے فرماں روا کا حال بھی دیکھئے جس کا نام سن کر لوگوں کے دل لرز جاتے تھے، بیت المقدس کا یہ فاتحانہ سفر ابن کثیر اس طرح بیان کرتے ہیں:

بیت المقدس کا سفر ہے، دھوپ کی تمازت اپنے شباب پر ہے، امیر المؤمنین حضرت عمرؓ ایک خاکستری رنگ کی اونٹنی پر سوار ہیں، نہ سر پر کوئی سائبان ہے، نہ عمامہ ہے اور نہ ٹوپی، سواری بھی بے رکاب ہے، اونٹ پر موٹا اونی کپڑا ہے جس پر آپ دونوں طرف پیر لٹکائے ہوئے ہیں، آپ کی گٹھری جو چمڑے یا اون کی ہے اس میں پتے بھرے ہوئے ہیں، سواری کی حالت میں اسی پر ٹیک لگاتے اور اترنے کے بعد اسی کا تکیہ بنا لیتے ہیں، آپ کی قمیص ایک پرانے موٹے کپڑے کی ہے جو بغل کے نیچے سے پھٹی ہوئی ہے۔

آپ نے منزل پر پہنچ کر وہاں کے سردار کو بلوایا اور اس سے کہا میرا یہ کرتا دھلوا دو اور اس کے پھٹے ہوئے حصہ میں پیوند لگوا دو اور میرے لیے عاریتاً کوئی کپڑا فراہم کرو، چنانچہ ایک ریشمی کرتہ حاضر خدمت کیا گیا، آپ نے اسے دیکھ کر تعجب سے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ریشم ہے، دریافت کیا کہ ریشم کیا ہوتا ہے، لوگوں کے بتانے پر آپ نے غسل کے بعد کرتہ زیب تن کیا، پھر آپ کا پیوند لگا ہوا کپڑا حاضر کیا گیا آپ نے ان کا ریشمی کرتہ اتار کر اپنا وہی کرتہ پہن لیا۔

سردار نے آپؓ سے کہا کہ آپ شاہ عرب ہیں اور یہاں کے لوگوں میں اونٹ کی کوئی اہمیت نہیں اس لیے آپ اگر کوئی اچھا کپڑا پہن لیں اور گھوڑے پر سوار ہوں تو اہل روم اس سے متاثر ہوں گے، آپ نے فرمایا کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت وشوکت بخشی ہے اس لیے ہم اس کے علاوہ کسی چیز کو نہیں اپنا سکتے۔

رضی اللّٰہ عنهم ورضوا عنه

(وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی)

عبدالرحمن ندوی

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ ان کا ہر فرد ایثار وقربانی اور حب رسول کا اعلی نمونہ تھا، تاریخ انسانی نے ایسے اطاعت شعار اور رسول پاک کے چشم ابرو پر اپنی جان نچھاور کرنے والے انسان نہیں دیکھے، انھوں نے اپنی زندگی کی باگ ڈور آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دے رکھی تھی، اور بیعت رضوان کے موقع پر یہ عہد لیا تھا کہ ہم آخری سانس تک رسول خدا ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے اور یہ ٹھان لیا تھا کہ رسول پاک کے ہر اشارہ پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے گریز نہیں کریں گے، ان کا یہ جذبہ اور ان کی جاں نثاری کی یہ ادا اللہ کو اتنی پسند آئی کہ ان کی مغفرت اور ان سے اپنی رضامندی کا اعلان فرما دیا اور قرآن مجید کے اعجازی اسلوب میں اس کو قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا: "لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ" یہی وجہ ہے اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام سے محبت اور ان سے بغض کو اپنی محبت اور بغض سے جوڑ دیا ہے، گویا کہ ایک میزان اور ایک تھرمامیٹر دیدیا ہے جس میں ہر کوئی اپنے ایمان کی پڑتال کر سکتا ہے۔

صحابہ کرام کے تعلق سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ" اللہ رب العزت نے ان مذکورہ آیات میں حضرات صحابہ کرام تین صفات کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا ہے: ۱-ایمان ۲-جہاد ۳-ہجرت اور ان تینوں صفات پر بشارت بھی تین اہم ترین چیزوں کی دی ہے:

۱-رحمت ۲-رضوان ۳-خلود فی الجنۃ۔

ابوحیانؒ نے لکھا ہے کہ: رحمت ایمان پر مرتب ہے ایمان نہ ہو تو آخرت میں خدا کی رحمت ومہربانی سے کوئی حبہ بھی نہیں مل سکتا، اور رضوان جو بہت ہی اعلی درجہ کی بات ہے اور سب سے اعلیٰ مقام ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کا صلہ ہے، اور ہجرت خدا کے لیے مانوس وطن اور گھربار چھوڑنے کا نام ہے۔

مطالعہ کی میز پر

(تبصرہ کے لیے کتاب کے دو نسخے ارسال کریں)

ایزی انگلش گرامر اینڈ کمپوزیشن

(Easy English Grammar & Composition)

تصنیف: مولانا انیس احمد ندوی

صفحات: ۲۹۲ قیمت: ۱۵۰/ روپئے

انگریزی زبان میں مہارت اور لسانی تسامحات سے بچنے کے لیے انگریزی کے اصول وقواعد کا سمجھنا ضروری ہے، اور اس کا سب سے زیادہ احساس علمی ودعوتی سرگرمیوں میں ہوتا ہے، جہاں زبان کی مہارت اس میدان میں بہت ہی معاون ثابت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مدارس کے طلبا کے لیے انگریزی اصول وقواعد کی مختلف کتابیں مرتب کی جاچکی ہیں، لیکن عام طور پر ان کتابوں میں انگریزی زبان کو اس کے مادی ماحول کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جبکہ زیر تبصرہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ اس اعتبار سے بھی فائق ہے کہ اس میں زبان کو مدرسہ کے دینی وعلمی ماحول کے ساتھ سکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم اگر انگریزی اصطلاحات کے ساتھ مدارس میں مستعمل عربی واردو اصطلاحوں کو بھی بیان کرنے کا التزام کردیا جاتا تو یہ کتاب مفید سے مفید تر ہوجاتی ۔ بہر حال اہل مدارس کے لیے یہ ایک گرانقدر تحفہ ہے اور نصاب کی ضرورت کو بڑی حد تک پورا کرتی ہے۔

☆☆☆

اتحاد بین المسلمین (اختلافی مسائل میں راہ اعتدال کے نئے زاویے)

تصنیف: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ / امام ابن حزم ظاہریؒ

ترجمہ: محمد علاء الدین ندوی

صفحات: ۱۸۴ قیمت: درج نہیں

ناشر: ادارۂ احیاے علم ودعوت، لکھنؤ

دین اسلام کے فطری اور سہل ترین ہونے کی واضح مثال مختلف فقہی مسالک کا پایا جانا ہے، یہ مسالک اس لیے ہیں کہ دین پر عمل کرنا آسان ہو، اس لیے نہیں کہ ان کی دعوت وتبلیغ کی جائے یا نہیں بنیاد بنا کر انتشار پیدا کیا جائے، لیکن جہالت یا حسد کی بنیاد پر اس طرح کی صورتحال ہمیشہ قائم کی جاتی رہی ہے، اور اصحاب علم ودانش کے علمی اختلافات کو بنیاد بنا کر مسلمانوں میں مختلف طبقے اور ان طبقوں کے مابین گہری خلیج قائم کی جاتی رہی ہے، لیکن علمائے اہل سنت والجماعت نے ہمیشہ اس خلیج کو پاٹنے اور اتحاد بین المسلمین کو قائم کرنے کی کوشش کی ہے، اور علمی وعقلی طور پر ان مسالک کی ضرورت وافادیت اور علماء کے مابین علمی اختلافات کی وجوہات کو ثابت کیا ہے، اس طرح کی کوششوں میں نمایاں ترین نام شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور امام ابن حزمؒ ظاہری کا بھی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب دراصل انہی مؤقر شخصیات کی گرانقدر تحریروں کا مجموعہ ہے جس کی ترتیب وتحقیق شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ جیسی عظیم شخصیت نے کی ہے، اور پھر مولانا علاء الدین ندوی کے رواں قلم نے اس مجموعہ کو اردو کے حسین قالب میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب مسلکی اختلافات کی نوعیت کو سمجھنے اور اس سلسلہ میں اعتدال کی راہ اختیار کرنے میں نہایت مفید ہے۔

☆☆☆

رہنمائے سلوک وطریقت

تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

صفحات: ۶۴ قیمت: ۳۰/ روپئے

ناشر: مدرسہ فیض ہدایت در گلزار رحیمی خانقاہ رائے پور، سہارنپور

اس کتاب میں تصوف وطریقت کی تشریح، مختلف سلاسل کا تعارف اور ان کے مابین امتیازات اور اس کی اصطلاحوں کو مرتب اور سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے، اور تصوف کی اہمیت وضرورت اور سلسلہ میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تصوف کے موضوع پر متعدد کتابیں مرتب کی جاچکی ہیں، اور اہل علم کو مخاطب کرکے تصوف کی باتوں کو پیش کیا گیا ہے، تاہم زیر تبصرہ کتاب سہل اور مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف سے متعلق جملہ ضروری باتوں پر مشتمل ہے، اس لحاظ سے یہ کتاب اس سلسلہ کے مبتدی اور منتہی دونوں کیے لیے ممد ومعاون اور تصوف وحقیقتِ تصوف کو سمجھنے میں خاصی مفید ہے۔

مبصر: — محمد نفیس خاں ندوی

آپ کے دینی سوالات اور ان کے جوابات

(آپ اپنے دینی سوالات کے لیے ہماری ویب سائٹ پر بھی رابطہ کرسکتے ہیں)

www.abulhasanalinadwi.org

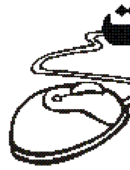

شادی کی عمر

سوال: اسلام کے حساب سے شادی کتنی عمر میں کرنی چاہیے؟ (محمد سلمان صدیقی، رائے بریلی)

جواب: نکاح کے لیے کوئی عمر متعین نہیں ہے، والدین کو جب مناسب رشتہ مل جائے فوراً نکاح کردینا چاہیے۔ لڑکے کے لیے پچیس سال سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں اور لڑکی کے لیے اکیس سال سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں، اس لیے کہ اس میں گناہ میں پڑجانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

اس لیے کہ آپ ﷺ نے شادی نہ کرنے پر زمین میں فساد برپا ہونے کا خطرہ بتایا ہے۔ (ترمذی:۱۰۸۴)

مسلکی اختلافات

سوال: مسالک کے درمیان اختلافات کیوں ہیں؟ اور کون سا مسلک صحیح ہے؟ کیا کرنا چاہیے کہ ان مسالک کے درمیان اختلافات ختم ہوجائیں؟ (محمد محبوب، حیدرآباد)

جواب: مسلک کہتے ہیں دین کے احکام پر عمل کرنے کے طریقہ کو، قرآن وحدیث کی روشنی میں جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے گا درست ہوگا، جیسے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چار مشہور مسالک ہیں، ان مسالک کے درمیان جو اختلافات نظر آتے ہیں وہ فروعی مسائل میں ہوتے ہیں، اسلام کی بنیاد اور اس کے عقائد میں کوئی اختلاف نہیں، اور اسلام میں فروعی مسائل میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ یہ چاروں مسالک حق پر ہیں اور عوام کی سہولت کے لیے ہیں، اور عوام کو ان میں سے کسی بھی ایک مسلک پر عمل کرنا چاہیے، لیکن اگر کسی کے اندر اتنی صلاحیت پیدا ہوجائے کہ وہ براہ راست قرآن وحدیث کو سمجھ سکے، ان سے متعلق علوم وفنون میں قابلیت پیدا کرسکے، اصول فقہ میں اتنی صلاحیت پیدا کرسکے کہ وہ خود مسائل کا استنباط کرسکے تو اس کے لیے کسی بھی مسلک پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر اختلافات عقائد میں یا اسلام کی بنیادی باتوں میں ہوں تو وہ مسلک نہیں ہے، وہ اسلام کے نام پر ایک فرقہ ہے، جیسے شیعہ وغیرہ، اس طرح کے فرقے گمراہ ہیں، اور ان سے ہر حال میں دور رہنا ضروری ہے۔

پلکوں کا بناؤ سنگار

سوال: شریعت عورتوں کے پلکوں کے بناؤ سنگار کے متعلق کیا کہتی ہے؟ (اویس حافظی، ممبئی)

جواب: پلکوں کے بناؤ سنگار کے لیے ضروری ہے کہ ایسی چیز کا استعمال نہ کیا جائے جس کی وجہ سے وضو یا غسل کے وقت پانی کا پہنچنا ممکن نہ ہو، اس وقت اس چیز کا ہٹانا واجب ہوگا، نیز کسی بھی چیز کے استعمال سے پہلے اس کی تحقیق ضروری ہے کہ اس میں کسی بھی جانور کا کوئی حرام جزء شامل نہ ہو، اسی طرح بناؤ سنگار کے نام پر کسی بھی خارجی (External) چیز کا استعمال جائز نہیں جیسے مصنوعی پلکیں وغیرہ۔ اسی طرح بھوؤں کو باریک کرنا بھی جائز نہیں۔

بینک کی ملازمت

سوال: کیا بینک میں نوکری کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ (ارسلان، کاشی پور)

جواب: بینک کی ایسی ملازمت جس میں سودی معاملات لکھنے پڑتے ہوں یا ان سے واسطہ پڑتا ہو درست نہیں، اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ ایسے آدمی کو نہ صرف ملعون قرار دیا ہے بلکہ اسے سود خوروں کے مشابہ بھی قرار دیا ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے سود خوروں پر لعنت فرمائی ہے "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَ مُوْكِلَهٗ وَ كَاتِبَهٗ وَ مُشَاهِدَهٗ وَ قَالَ هُمْ سَوَاءٌ" (مسلم)

(اللہ کے رسول ﷺ نے سود کھانے والے پر، اس کے کھلانے والے پر، اس کے لکھنے والے والے پر، اس کے گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں)۔

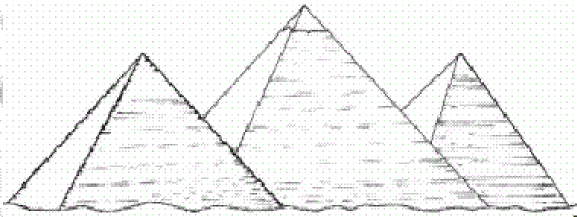

فرعون کی واپسی

محمد نفیس خاں ندوی

فرعون- یعنی ظلم وتکبر اور بربریت کا پیکر، طاقت کے نشہ میں چور، حکومت کے زعم میں بدمست، جس کو چاہا سولی پر لٹکا دیا، جسے چاہا اس کی عزت پامال کر دی، خود کو موت وزندگی کا مالک سمجھنے والا، دبی کچلی قوم کو تختۂ مشق بنا کر خدائی کا دعویٰ کرنے والا، اپنی موت اور اپنے انجام سے غافل اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ کا اعلان کرنے والا، اپنے تخت وتاج سے دور سمندر کی تاریکی میں ملک الموت کے شکنجہ میں ایسا جکڑا کہ تا قیامت پوری دنیا کے لیے عبرت کا تازیانہ بن گیا۔

فرعون تو مر چکا لیکن فرعونیت ہر دور میں زندہ رہی، چہرے بدلتی رہی اور نئے نئے روپ دھارتی رہی، یہ فرعونیت کبھی فتنۂ تاتار کے پہلو بہ پہلو پنپتی رہی، کبھی کمیونزم کی شکل اختیار کرتی رہی، کبھی سوشلزم کی صورت اپناتی رہی، کبھی کیپٹل ازم کے رنگ وروپ میں پروان چڑھتی رہی، تو کبھی جمہوریت کے چوغہ میں اٹھان بھرتی رہی، اور اب یہ فرعونیت ’’قیام امن عالم‘‘ کے پرکشش عنوان سے دنیا کے سامنے ہے، اسی فرعونیت نے عراق کی چولیں ہلا دیں، افغانستان کو تاراج کر دیا، سیریا کو خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل دیا، برما میں خون کی ندیاں بہا دیں اور مظفر نگر کے معصوموں کو ان کے گھروں سے نکال کر کیمپوں میں زندگی گذارنے اور خیرات کے ٹکڑوں پر جینے کو مجبور کر دیا، اور اب مصر سے نکلنے والی یہ فرعونیت ایک بار پھر مصر کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہے۔

مصر کی سرزمین جس نے بہت سے فرعونوں کو دیکھا اور ہر فرعون کے ظلم وستم کو برداشت کیا، اس سرزمین پر فرعون کی دوبارہ واپسی جنرل سیسی کی شکل میں ہو چکی ہے، اس کے سپاہی وردیوں میں ملبوس، سروں پر ظلم وستم کے کیپ لگائے ٹینکوں پر سوار ہیں، یہ فوجی مصر کے سبھی شعبوں میں سرگرم ہیں، حتی کہ صنعت وتجارت پر بھی انہی کا قبضہ ہے، اور خود یہاں کی فوج امریکہ اور اسرائیل کے زیر کنٹرول ہے۔

یہاں کی سرزمین نے بہت سے فرعونوں کو دیکھا، لیکن ظلم وستم کا طریقہ ہمیشہ ایک ہی رہا؛ بہتا ہوا لہو، تڑپتی ہوئی لاشیں، پامال ہوتی عزتیں، بلکتے ہوئے بچے، چیخ وپکار، سسکیاں وآہیں، دم توڑتی اور سسکتی ہوئی انسانیت!

مصری عوام آج فرعونیت کے سامنے سینہ سپر ہیں، ان کی آواز میں جوش بھی ہے اور گھن گرج بھی، ان کے بازؤوں میں فولاد بھی ہے اور سینوں میں حوصلہ بھی، لیکن یہ فرعونیت آج سیکولرازم کے رنگ وڈھب میں ہے، اور مسلمانوں کے رنگ وروپ میں ہے، یہاں اسلام اور طاغوت کی کشمکش براہ راست نہیں ہے، یہاں گولیاں چلانے والے ہاتھ بھی مسلمانوں کے ہیں اور چھلنی ہونے والے سینے بھی انہیں کے ہیں، یہاں کے عوام دو دھاروں میں بٹ چکے ہیں، ایک اسلام پسند تو دوسرا سیکولرازم نواز۔ مصری عوام کو خود آمنے سامنے کر دیا گیا ہے، اور فرعونی پالیسی ’’لڑاؤ اور حکومت کرو‘‘ پوری طرح کامیاب ہوتی نظر آرہی ہے۔

تیونس سے اٹھنے والی انقلابی آندھی لیبیا اور یمن کو روندتی ہوئی مصر تک پہنچی اور اس نے حسنی مبارک کے اقتدار کو اکھاڑ پھینکا، اور پھر طویل عرصہ بعد اخوان المسلمون اقتدار میں آئے اور محمد مرسی مصر کے صدر منتخب ہوئے۔ لیکن فرعونی طاقتیں اپنے مقصد اور اپنی کاٹ میں مصروف رہیں، اور سازشوں بعد محمد مرسی کو صدارت سے معزول کر دیا گیا اور فرعونی نمائندہ جنرل سیسی کو مصری عوام پر مسلط کر دیا گیا، جنرل سیسی نے طاقت کے نشہ میں دھت ہو کر خود کو ’’رب اعلیٰ‘‘ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی اور

قرآنی طرز پر آیت گڑھنے کی شرمناک حرکت بھی کی، جس سے اس کی فرعونیت پر مہر ثبت ہوگئی۔

اخوان المسلمون ایک اسلام پسند اور اسلامی اقدار کی محافظ جماعت ہے اور اخوان کی اس اسلام پسندی سے فرعونی طاقتیں بالکل راضی نہیں ہیں، چنانچہ قانونی طور پر منتخب ہوئے صدر محمد مرسی کو معزول کردیا گیا، اخوانیوں پر زیادتیاں کی گئیں، ان کے رہنماؤں کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا، اور اخوان المسلمون کا سیاسی لائسنس منسوخ کرنے کی کوشش شروع کردی گئی۔

مصر میں الاخوان کی حکومت عوام کی مرضی سے قائم ہوئی تھی، مصریوں نے اخوان کو ووٹ دیا تھا، اور یہ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ عوام کی منتخب حکومت کو بے دخل کرنے کی کوشش کی جائے، جبکہ مصری صدر محمد مرسی نے اقتدار میں آنے کے بعد عیسائیوں اور دیگر طبقات سے بہتر تعلقات کی کوششیں کیں، مرسی کا بنایا ہوا آئین ٹیبٹ پر موجود ہے جس میں ایسی کوئی دفعہ نہیں جو مصر کو کوئی کٹر اسلامی ملک بناتا ہو، شدت پسند سلفیوں کی جانب سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ عیسائیوں پر جزیہ مقرر کیا جائے لیکن مرسی نے اسے بھی مسترد کردیا اور عیسائیوں کو نہ صرف برابر کا شہری قرار دیا، بلکہ ایک عیسائی نائب صدر بھی اپنے ساتھ رکھا، مصر میں نہ اسلامی سزائیں نافذ کی گئیں اور نہ کسی شعبہ کے اسلامائزیشن کی کوشش کی گئی، لیکن اس کے باوجود مرسی کی حکومت کے خلاف بغاوت کردی گئی ہے، اخوانی حکمرانوں کو گرفتار کرلیا گیا، اور اس کے حامیوں پر بے دریغ گولیاں چلائی گئیں، مرسی حکومت کو اقتدار سے کھینچ لیا گیا، اور حسنی مبارک جیسے فرعون وقت کو جیل سے باہر نکال کر ”نظر بندی“ کے نام پر سکیورٹی فراہم کردی گئی۔

یہ مصر کی ان روحوں پر بھی ظلم ہے جو حسنی مبارک کی فرعونیت کے سامنے کھڑی ہوگئیں تھیں، اور اپنی جانیں اس امید میں قربان کردی تھیں کہ آنے والا مستقبل ان کی نسلوں کو آزاد ملک میں سانس لینے کا حق دے گا۔ لیکن آج ان کی قربانیں ضائع کردی گئیں، اور جنھیں آزاد ملک میں سانس لینے کا موقع ملا اور جو اسلام کے مضبوط نظام اور اس کے پرامن سایہ تلے پہنچ سکے انھیں بھی ان کی اپنی مصری فوج جینے کا حق نہیں دینا چاہتی، حقیقت یہ ہے کہ انقلاب کی آندھی نے حسنی مبارک کے قدم ضرور اکھاڑ دیے تھے لیکن اس کی جڑیں جو حکومت کے دیگر شعبوں اور ملک کے نظام میں پیوست تھیں ان کو ہلا نہ سکیں، اور استعماری حکومتیں ان جڑوں کو سینچتی رہیں، اور اپنی کاز کے لیے تیار کرتی رہیں، اور آج انہیں کے ذریعہ پورے ملک کو خانہ جنگی کی بھٹی میں جھونک دیا گیا ہے۔اس ساری تباہی میں جہاں اغیار کی سازشیں ہیں وہیں ”اپنوں“ کی نوازشیں بھی ہیں۔

اس صورت حال میں اخوانیوں نے تشدد کی راہ اختیار کرنے بجائے عوام کو ساتھ لے کر احتجاج شروع کیا، فوج نے ان احتجاجوں کا سامنا تشدد سے کیا، اور اخوانی طاقت کو توڑنے کے لیے ہر طرح کی فرعونیت اختیار کی، لیکن ان کے ہر ستم کے سامنے اخوانی مضبوط سے مضبوط تر ہوتے گئے، اور حکومت یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ ان کو کس طرح گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے۔ بالآخر اب اخوان المسلمون کو ہی غیر قانونی قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے، جبکہ یہ بھی ایک صداقت ہے کہ اخوان کو ختم کرنے یا ان کے اثرات کو کم کرنے کی کوششیں بارہا ہوچکی ہیں، مصر کے سابق صدر جمال عبدالناصر خود اخوانیوں کا باغی تھا اور جنرل سیسی سے زیادہ طاقتور تھا، اس کے عہد میں اخوان کی اعلیٰ قیادت کو شہید بھی کردیا گیا لیکن یہ تحریک نہ ختم ہوئی اور نہ اس کے زور میں کوئی کمی آئی۔

جنرل سیسی کے بڑھتے ہوئے مظالم اور فوج کے ہاتھوں مظلوموں کی تباہی سے یقیناً ہر انصاف پسند بے چین ہے، اور دنیا بھر کے مسلمان اپنے دلوں میں ایک کرب محسوس کررہے ہیں، اور وہ رب کریم سامنے دست بدعا ہیں، لیکن اللہ کی ذات بھی اپنے بندوں سے کسی لمحہ غافل نہیں ہے، اس کا نظام ہے کہ جب بھی فرعون وقت اور اس کے لشکر کا ظلم عروج پر ہوتا ہے، اور فرعونیت کی تاریکی چھاتی جاتی ہے تو ید موسیٰ کی ایک ہلکی سی کرن پوری تاریکی کو چیر دیتی ہے، اور انصاف کے ترازو میں ہر ایک کے اعمال کو تول کر اسے جزا و سزا دی جاتی ہے، بے شک اللہ کے یہاں نہ دیر ہے، نہ اندھیر ہے۔

حضرت مولانا
محمد احمد پرتاب گڑھیؒ

زندگی ہم نے مرکے پائی ہے

یاد دل میں تیری بسائی ہے
حسرت دید رنگ لائی ہے

رٹ تیرے نام کی لگائی ہے
اس سے تسکین دل نے پائی ہے

غیر کی یاد جب بھلائی ہے
تب تیری یاد دل میں چھائی ہے

باغ دل میں بہار آئی ہے
رحمتیں بے شمار لائی ہے

مرحبا، مرحبا، مبارک ہو
دل میں آج ان کی یاد آئی ہے

جس نے دیکھا وہی قرباں
واہ کیاشان دل ربائی ہے

جام الفت نہیں پیا جس نے
اس میں کیا خاک پارسائی ہے

اس پہ قرباں کیوں نہ ہوں جس نے
مئے الفت مجھے پلائی ہے

دونوں عالم نثار کر دے گا
لذت قرب جس نے پائی ہے

میرے دل میں ہے آج کیوں دھڑکن
کیا صبا کچھ پیام لائی ہے

سبز گنبد کے دیکھنے والے
دولت قرب تو نے پائی ہے

میں کہاں اور کہاں دیار حبیب
تیری رحمت ہی کھینچ لائی ہے

مجھ سے راضی ہیں وہ الحمد للہ
مژدہ لے کر صبا یہ آئی ہے

ذکر ہوتا رہے مدینہ کا
بات یہ میرے دل کو بھائی ہے

دوستواہو گیا خدا جس کا
سچ یہ ہے کہ اس کی کل خدائی ہے

یاد میں تیری جو ہوا مشغول
لذت دید اس نے پائی ہے

اس کو حاصل نہ ہوگا چین کبھی
غیر سے جس نے لو لگائی ہے

کلمۂ لا الہ الا اللہ
ساز دل سے صدا یہ آئی ہے

اب نہ در آپ کا میں چھوڑوں گا
بات دل میں یہی سمائی ہے

آتش عشق نے جلا ڈالا
زندگی ہم نے مر کے پائی ہے

عمر غفلت میں ہو گئی برباد
میرے مالک تیری دہائی ہے

میں وہ عاصی ہوں، دیکھ کر جس کو
رحمت حق بھی مسکرائی ہے

ہے اشارہ کچھ ان کی جانب سے
اس لیے یہ غزل سرائی ہے

تجھ کو اپنا بنائیں کیوں احمد
ہائے جب تجھ میں خود نمائی ہے

R.N.I. No.
UPURD/2009/28748

Monthly
Payam-e-Arafat
Raebareli

Postal Reg. No.
RBL/NP - 09

VOLUME 05

November 2013

ISSUE No.11

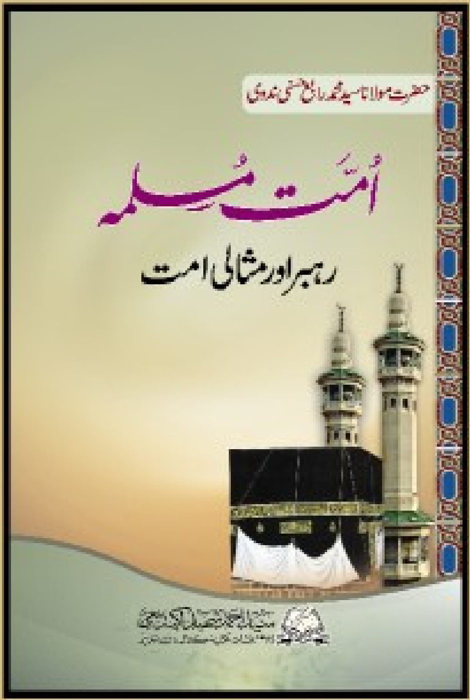

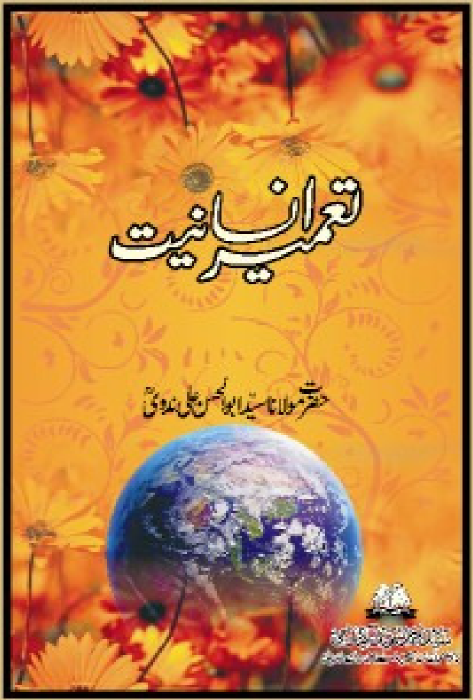

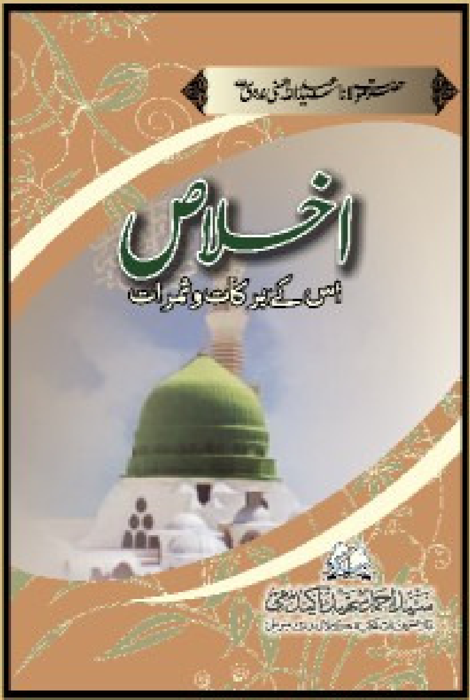

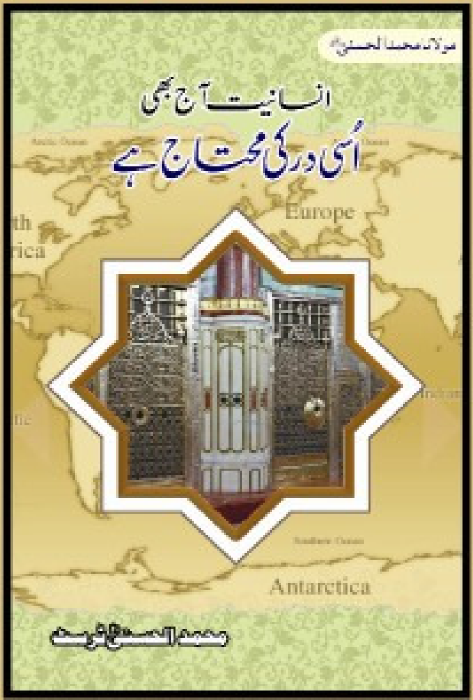

www.abulhasanalinadwi.org

Editor: Bilal Abdul Hai Hasani Nadwi
MARKAZUL IMAM ABIL HASAN AL-NADWI
E-Mail: markazulimam@gmail.com - Dare Arafat, Takiya Kalan, Raebareli (U.P.) 229001 - Mobile: 9918385097, 9918818558
Printed & Published by: Mohammad Hasan Nadwi, On Behalf of Markazul Imam Abil Hasan Al-Nadwi.
Printed at S.A. Offset Printers, masjid ke Peeche, Phatak Abdullah Khan, Sabzi Mandi, Station Road, Raebareli (U.P.)